بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 25, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوۡمُ يَنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ صِدۡقُهُمۡ‌ؕ لَهُمۡ جَنّٰتٌ
تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ
وَرَضُوۡا عَنۡهُ‌ ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ وَمَا فِيۡهِنَّ‌ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۲۰﴾

سورۃ المائدہ آیات ۲۹ - ۳۰

[ترجمہ : خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راست بازوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابدالاباد ان میں بستے رہیں گے خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان (دونوں) میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔]

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جزاک اللہ رخصت کی درخواستیں۔ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 25 تا 27 فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 25, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

سورۃ المائدہ آیات ۲۹ - ۳۰

[ترجمہ : خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راست بازوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابد الاباد ان میں بستے رہیں گے خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان (دونوں) میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔]

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جزاک اللہ رخصت کی درخواستیں۔ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 25 تا 27 فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی

ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مہر خدا داد خان لک صاحب نے ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ 25 تا 27 فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب غوث علی شاہ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر جا رہے ہیں لہٰذا وہ 25 سے لے کر 27 فروری تک ایوان میں حاضر نہیں ہو سکیں گے۔

جناب اقبال حیدر صاحب تحریک استحقاق نمبر 2۔

PRIVILEGE MOTION; *RE:* INTERIOR MINISTER'S REMARKS ABOUT OPPOSITION AS UNPATRIOTIC

Syed Iqbal Haider: I request that the ordinary business of the House may be suspended to consider following privilege motion:—

(a) The Federal Interior Minister, Chaudhry Shujat Hussain, in a statement issued to the Press and published in major newspapers, including "Pakistan Times" of November 19, 1991 has:—

(a) deplored the attitude of the Opposition specially the PPP in the Senate on Monday on the Bill relating to amendment in Clause 123 A of PPC and said that they have exposed their hollow claims for love of Pakistan;

(b) Chaudhry Shujat Hussain lamented that instead of supporting the Bill the Opposition in the Senate adopted negative attitude and opposed the Bill. He said that their attitude has demonstrated that they have no love for Pakistan and no respect for the National Flag. This, he said also negated their claims for Pakistan and the National Flag; and

(c) termed the attitude of the Opposition as stupidity and devoid of sense of duty and responsibility. He said that such an attitude is not expected from patriotic people.

Only the enemies of the country could adopt such posture.

The above charges and allegations of the Federal Interior Minister are wholly baseless, false, derogatory against the members of the Opposition in the Senate, particularly, these reprsenting PDA. The Federal Interior Minister has clearly made a false statement about the proceedings of the House and speeches made in the House by the members of Opposition, particularly, those representing PDA, while debating on the Bill to further amend the Pakistan Penal Code, in the House on Monday the November 18, 1991. The Opposition members had opposed this Bill only to persuade the Government to incorporate meaning and definition of the word "Ideology of Pakistan" in section 123-A of the Pakistan Penal Code. As regards other amendments relating to "defiling or putting on fire the National Flag", were not opposed in any manner by any member of Opposition, as can be verified from the record of the Senate. The aforesaid Opposition to the amendment can not be termed as unpatriotic act or posture of enemies of Pakistan as alleged by the Federal Interior Minister.

The aforesaid statement of the Federal Interior Minister clearly constitutes a serious breach of privilege of the members of the Opposition in the House as well as the entire House.

The above mentioned privilege motion raises a serious issue of breach of privilege of the Opposition members as well as the House and deserves to be admitted and discussed in the House. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Chaudhry Shujat Hussain: Yes, I oppose it.

Mr. Chairman: Yes, Iqbal Haider Sahib! but please very briefly.

Syed Iqbal Haider; Sir, very briefly I would only say, though I had explicitly given all the details in this privilege motion itself, our Opposition was and still is on the issue of what is that Ideology of Pakistan should be defined what constitutes an "Ideology of Paksitan". A new offence is being incorporated in the law that if you violate the Ideology of Pakistan, you will be tried for treason. Now when you try

any person for treason you at least have to tell him what is the ingriedent of the crime, what is the nature of the crime and how that crime is ended. To oppose this point to be branded as unpatriotic person with no love for Pakistan and that they are enemies of Pakistan, Sir, it is highly insulting and provocative. No person who believe in the federation of Pakistan can tolerate these remarks of being unpatriotic or enemies of Pakistan. It is we who have suffered for Pakistan. We have been consistently offering sacrifices for the federation of Pakistan and these people who have been with Martial Law and have never bothered about the welfare of the State, have they checks to tell us that we are unpatriotic? Sir, it is very insulting and very humiliating.

Mr. Chairman: Yes, Chaudhry Sahib.

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! جو چیز میں نے اخبار میں کہی ہے کہ انہوں نے اس کی مخالفت کی تھی میں اس کو دوبارہ دہراؤں گا اور پہلے آپ سے رولنگ چاہوں گا اس کے بعد میرا خیال ہے کہ بات آگے بڑھائی جائے تو زیادہ مناسب رہے گی۔

جناب والا! جس چیز کی رولنگ کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آیا کسی بل کے اوپر اگر مخالفت میں ووٹ دیا جائے تو کیا اس کو مخالفت کہتے ہیں یا نہیں؟ اسی بل کو جب میں نے پیش کیا تو اس کی مخالفت میں انہوں نے ووٹ دیا اور بڑی بلند آواز سے ووٹ دیا جو ریکارڈ میں موجود ہے میرا یہی موقف ہے۔ میں نے اخبار میں بھی یہی کہا ہے کہ بل جب میں نے پیش کیا تھا تو انہوں نے اس کے خلاف ووٹ دیا تھا۔ باقی جہاں تک Ideology کا تعلق ہے باقی چیزوں کا تعلق ہے وہ نمبر دو پر آتی ہیں یہی میری گزارش ہے اس کے اوپر آپ رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین : رولنگ تو آخر میں دوں گا جب آپ سب کی بات سن لوں گا۔ تو اقبال حیدر صاحب! آپ نے اس بل کے خلاف ووٹ دیا تھا؟

سید اقبال حیدر : صرف اس لئے خلاف ووٹ دیا تھا کہ اس میں Ideology of Pakistan کو define نہیں کیا گیا ہے اور یہ بل کہاں سے وہ standard یا certificate بن گیا patriotism کا جناب! میں یہ بھی آپ سے رولنگ مانگوں گا۔

جناب چیئرمین : نہیں میں ابھی کوئی رولنگ نہیں دیتا صرف واقعاتی چیز صاف ہو جائے کہ آپ نے ووٹ اس کے خلاف دیا تھا۔

<u>سید اقبال حیدر :</u> بالکل دیا تھا بل کے خلاف لیکن This Bill is not the certificate or the standard or the criteria of patriotism becuase these Bills come and go, but the country is a stay and so does the patriotism stay. How can you treat the Opposition to the Bill is the Opposition to the country?

<u>جناب چیئرمین :</u> ٹھیک، جی جناب! چوہدری صاحب۔

<u>چوہدری شجاعت حسین :</u> جناب والا! صرف اسی کے خلاف انہوں نے ووٹ نہیں دیا تھا دوسری شق جو جھنڈے کو جلانے اور اس کی بے حرمتی کے متعلق تھی اس کے خلاف بھی انہوں نے ووٹ دیا تھا۔

<u>جناب چیئرمین :</u> بل ذرا منگوائیں اس میں دیکھیں کیا کیا چیزیں تھیں؟

<u>سید اقبال حیدر :</u> جناب والا! ہم نے جو amendment دی تھی وہ صرف اور صرف اس کے اوپر دی تھی کہ Definition of Ideology of Pakistan be made

<u>جناب چیئرمین :</u> نہیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے بل کے خلاف ووٹ دیا تھا اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ بل میں لکھا ہوا تھا اس کے خلاف ووٹ دیا۔

<u>سید اقبال حیدر :</u> بالکل، generally تو آپ کہہ سکتے ہیں لیکن ہماری جو specific Opposition تھی وہ تو صرف on the definition of Ideology of Pakistan جس کے لئے ہم نے amendment بھی پیش کی تھی جس کے لئے ہم نے یہاں پر تقریریں بھی کی تھیں ہم نے باقی حصے پر تو کوئی تقریر ہی نہیں کی آپ ریکارڈ دیکھ لیں یہ جو second amendment ہے اس پر تو کوئی issue ہی نہیں تھا جناب۔

<u>جناب چیئرمین :</u> آپ نے تقریر تو صرف اس پر کی لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ ووٹ آپ نے سارے بل کے خلاف دیا ہے۔

Syed Iqbal Haider: Naturally, because that the whole Bill is containing the Ideology of Pakistan. Suppose, if you bifurcate the Bill and make one amendment for the Ideology of Pakistan, we will oppose it. With regard to the flag, who can allow disrespect to the flag. It is our proud privilege Sir, that our government had prosecuted G.M. Syed for showing disrespect to the flag and it is this government of IJI which released him. Sir, this is on record, how can we be treated such as unpatriotic?

جناب چیئرمین : چلیں، اب یہ بتائیں کہ آپ نے ووٹ خلاف دیا۔

سید اقبال حیدر : جی، بالکل خلاف دیا۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ آپ نے سارے بل کے خلاف ووٹ دیا۔ لہٰذا انہوں نے ایک نتیجہ اخذ کیا۔ چلیں یہ بھی اپنی جگہ پر، لیکن یہ تحریک استحقاق کیسے بنتی ہے۔ آپ کے راستے میں کیا رکاوٹ آئی ہے؟ دیکھیں! آج بھی آپ تقریر فرما رہے ہیں انہوں نے بیان دیا آپ بھی بیان دے سکتے ہیں۔ تو وہ کون سی چیز ہے جس نے آپکے راستے میں ایسی رکاوٹ پیدا کر دی کہ ہم کہیں کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

سید اقبال حیدر : جناب! استحقاق اس لئے مجروح ہوا کہ میری سینٹ کے اندر کی کارروائی کے اوپر ہم پر غیر محبّ وطنی اور ملک دشمنی کا الزام لگایا گیا۔

جناب چیئرمین : آپ نے اس سے انکار کر دیا۔

سید اقبال حیدر : جناب! میں نے تو اس کے خلاف یہ تحریک استحقاق پیش کی۔

جناب چیئرمین : میرا مطلب ہے کہ اگر بیان بازی تک معاملہ ہے تو انہوں نے بیان دیا کہ یہ خلاف ہیں آپ نے بیان دیا کہ ہم حق میں ہیں تو بیان کا مقابلہ تو بیان سے ہو گا۔

سید اقبال حیدر : جناب والا! اگر سینٹ کی کارروائی کا حوالہ نہ دیتے تو آپ کا کہنا بالکل بجا ہے کہ پھر اس کی کوئی relevance ہی نہیں بنتی ہے لیکن چونکہ ہمیں سینٹ میں کی گئی تقاریر کی بنیاد کے اوپر اتنے سنگین اور گھناؤنے الزامات سے نوازا گیا ہے اور وہ بھی وفاقی وزیر داخلہ کی طرف سے۔

جناب چیئرمین : بہرحال اب وضاحت ہو گئی کہ آپ نے صرف اس لئے خلاف ووٹ دیا تھا کیونکہ وہاں Ideology of Pakistan کی وضاحت نہیں تھی۔

سید اقبال حیدر : جی بالکل۔

جناب چیئرمین : انہوں نے اس لئے نتیجہ اخذ کیا۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ سارے بل کے خلاف ووٹ دیا گیا ہے تو اس لئے انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا۔ اب چونکہ بات صاف ہو گئی ہے وضاحت ہو گئی ہے لہٰذا آپ اس کو press نہ کریں، ٹھیک ہے۔

سید اقبال حیدر : ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین : بات ختم ہو گئی، شکریہ۔

سید اقبال حیدر : لیکن وزیر موصوف اس طرح کے کلمات نہ ادا کیا کریں کہ غیر محبّ وطنی اور پاکستان دشمنی، یہ کلمات بڑے غلط ہیں۔

جناب چیئرمین : دیکھیں، آپ بھی بیان دینے میں ماہر ہیں۔ چوہدری صاحب بھی ماشاء اللہ خاصی مہارت رکھتے ہیں بیان دینے میں بیانوں پر تحاریک استحقاق آئیں تو پھر اور کارروائی نہیں ہو گی۔

سید اقبال حیدر : ماضی میں جنہیں یہ غیر محبّ وطن اور غدار کہتے رہے ہیں آج یہ ان کے اتحادی ہیں آج ان کی وزارت کے رکن ہیں جن کو یہ غدار کہتے رہے ہیں اس لئے احتیاط برتا کریں۔

جناب چیئرمین : وضاحت ہو گئی ہے آپ نے press نہیں کیا بات ختم ہو گئی۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! میں بات آگے نہیں بڑھانا چاہتا تھا لیکن اگر......

جناب چیئرمین : میں بھی نہیں بڑھانا چاہتا تھا بات ختم ہو گئی۔

چوہدری شجاعت حسین : لیکن جناب والا! ایک چیز کی وضاحت ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ پہلی یعنی Ideology والی بات، کی انہوں نے وضاحت کر دی ہے لیکن دوسری جو ہے جس کے اوپر یہ بضد ہیں کہ ہم اس کے حق میں تھے لیکن اس کے خلاف بھی یعنی جھنڈے کے خلاف بھی انہوں نے ووٹ دیا۔

جناب چیئرمین : لیکن انہوں نے اپنے موقف کی وضاحت کر دی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے اس لئے ووٹ دیا تھا کیونکہ وہ بات تھی آپ نے اپنا نتیجہ اخذ کر لیا ان کا بھی بیان آ گیا، آپ کا بھی بیان آ گیا، بات ختم ہو گئی۔ شکریہ، جی فصیح صاحب!

سید فصیح اقبال : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

POINT OF ORDER REGARDING T.V. COVERAGE

جناب 23 تاریخ کی جو رپوٹنگ ہے دونوں ایوانوں میں برابر یہ بات چل رہی ہے ایک عرصے سے۔ کوئی 6 سات سال سے کہ ٹی وی کی کوریج، پارلیمنٹ کی، بہتر نہیں ہو رہی

اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ 23 تاریخ کو جو national hook-up پر خبر آئی ہے اس میں چوہدری غفور صاحب کو تو مولوی غفور کہا گیا یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ یہ مولوی غفور ہو گئے لیکن جناب آپ تشریف نہیں لائے تھے ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب نے صدارت فرمائی یہ اس دن چیئرمین تھے اور ان کی جگہ کہا گیا کہ وسیم سجاد صاحب نے فلاں کو ہدایت کی' فلاں۔ ۔ ۔ ۔ تو افسوس یہ ہے کہ جب آپ موجود نہیں ہوں اگر اس قسم کی glaring examples ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ ٹی وی کے لوگ یا تو serious نہیں ہیں' اور میں نے ایک مرتبہ کمیٹی میں عرض کیا تھا کہ یہاں کی پارلیمانی نمائندگی کی رپوٹنگ کے لئے آپ ایسے لوگ رکھیں جو صرف یہاں کے لئے مخصوص ہوں باقی کام ان کے حوالے نہ کریں اور کل اسمبلی میں بھی یہی ہوا تو جناب! اس قسم کی غلطیاں ہیں اب میں روزانہ monitor کرتا ہوں میں آپ کی خدمت میں ایوان کی طرف سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کے ہاں ایک D.G.P.R بھی موجود ہے کم از کم ہماری جو پارلیمینٹ ہاؤس کی رپورٹنگ ہے وہ تو کم از بہتر ہو اور یہاں شکایت ہو رہی ہے۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : اس کو کمیٹی میں کیوں consider نہیں کر لیتے۔

سید فصیح اقبال : consider کیا' اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ Executive اس معاملے پر پرواہ ہی نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین : وزیر صاحب تعاون کرتے ہیں۔

سید فصیح اقبال : وزیر صاحب تو بڑا تعاون کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب بھی اس ہاؤس کا حصہ ہیں اب اتنی بڑی غلطی ہوئی ہے کہ نام ہی غلط بتایا ہے۔ بشارت الٰہی صاحب نے تین دن تک preside کیا اور نام آپ کا لیا جا رہا ہے' تو ٹھیک ہے چیئرمین صاحب نہیں بھی ہوں' چیئرمین صاحب موجود ہیں۔

جناب چیئرمین : یہ تو اچھی بات ہے۔

سید فصیح اقبال : لیکن آپ یہ دیکھیں کہ کسی کی تقریر کسی اور حوالے سے کسی کا جملہ کسی سے۔ میرے خیال میں یہ پارلیمینٹ کے تقدس کا بھی سوال ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں کمیٹی میں consider کر لیں۔

پروفیسر خورشید احمد : فصیح صاحب نے جو بات کہی ہے چاہے آپ اسے کمیٹی کو

refer کر دیں لیکن یہ شکایت ایسی ہے جسکا serious نوٹس لینا چاہئے اسلئے کہ میں فنانس کمیٹی کا چیئرمین ہوں فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں Public Limited Companies کے اہم مسئلے پر غور کیا تو national hook-up پر رپورٹ جو ہے وہ قومی اسمبلی کی دی گئی اور تصویر سینٹ کی سینڈنگ کمیٹی کی دکھائی گئی عجیب و غریب معاملہ ہو رہا ہے' اسے کچھ تو ذمہ داری سے deal کریں۔ اسکا حل یہی ہے کہ ایسے افراد یہاں ہونے چاہئیں جو پارلیمینٹ کے افراد سے واقف ہوں ان سے ملیں انہیں کوئی مشکل ہو تو ہم سے پوچھ لیں ان کی مدد کرنے کے لئے سیکرٹریٹ موجود ہے لیکن اس قسم کی غلطیاں national hook-up پر ہونا شرمناک ہے۔

<u>جناب چیئرمین :</u> جناب اقبال صاحب!

<u>سید اقبال حیدر :</u> میں صرف اتنا کہنے کی اجازت چاہتا ہوں ہمارے فصیح اقبال صاحب سینڈنگ کمیٹی کے خود چیئرمین ہیں اس طرح کی تمام تر غلطیوں کو درست کرنے کے اختیارات ان کے پاس خود موجود ہیں فوری طور پر کمیٹی کی میٹنگ بلائیں میں ان سے بار بار گزارش کرتا رہا ہوں۔ بھئی! سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بلائیں ان سب کو ہم درست کرتے ہیں کیسے نہیں آئیں گے؟ کیسے ان کا رویہ درست نہیں ہو گا یہ خود درست کرنا ہی نہیں چاہتے ہم کیا کریں؟ آپ فوراً میٹنگ بلائیں۔

<u>میاں عبدالستار لالیکا :</u> جناب فصیح صاحب کو فوری طور پر میٹنگ بلانی چاہئے اور جو 23 تاریخ کو PTV کے رپورٹر یہاں موجود تھے ان کی جواب طلبی کی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے غلط رپورٹنگ کیوں کی؟

<u>جناب چیئرمین :</u> شکریہ۔ نیشنل اسمبلی سے ایک message موصول ہوا ہے وہ لکھتے ہیں

With reference to Senate Secretariat's message number—dated 23rd of November, 1991, I am to return herewith the Suppression of Terrorist Activities, Special Courts (Amendment) Bill, 1991. Since the National Assembly did not pass the said Bill within the 90 days of its receipt, as required by Article 70, sub-Article (2) of the Constitution.

Ch. Abdul Ghafoor: Mr. Chairman! Sir, I have talked to the Minister for Interior, Ch. Shujat Hussain and he has told that they are

not interested in passing this amendment. So, we did not press it. Also, they are sending it to you in writing.

Mr. Chairman: Syed Abdullah Shah! on point of order.

Syed Abdullah Shah: Now, the Honourable Law Minister says that the Government is not interested to pass this particular Bill, as it was not passed by the National Assembly within 90 days. So, I would like to know and be enlightened that what was the purpose of wasting the valuable time of this House if this Bill was not so important.

Mr. Chairman: Dr. Bisharat Elahi!

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, Sir, I believe this was a Bill which was sponsored by the Government and the Honourable Minister is trying to cover up the gross inefficiency of the Government and its inability to have the Bill passed in the National Assembly in 90 dyas. He now comes up and tells us that the Government is not interested. I strongly protest on this attitude of the Honourable Law Minister.

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, you have the right to protest but I again resent against the remarks 'gross inefficiency of the Government', but in the Interior Ministry they considered that the amendment, some of the things, if at all, were not in accordance with the original scheme of things, they may be explained and the Interior Ministry is responsible and I am not responsible for this. But anyhow, I, being a member of the government, hold full responsibility for that, and there is no question of 'gross inefficiency of the Government'. This may be explained at any appropriate time.

Mr. Chairman: Mr. Akhunzada Behrawar Saeed!

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, during the debate of the said Bill in the Senate, the Government had assured this House that this Bill would be passed and they had assured us that proper amendments would be brought in it. So, a Committee was formed by this House and during its meeting the Committee has discussed all these matters. Now, I am really stunned and astonished to say that it has lapsed, why? It was deliberately lapsed or it had so many other worst things that they have lapsed. It should not be done. Once the government gives an assurance, the government is honour-bound to strict to it. I expect them to do that.

سید اشتیاق اظہر: میری خواہش یہ ہے چونکہ وزیر قانون نے وضاحت کر دی ہے تو جناب وزیر داخلہ کو بلایا جائے اور ان سے اس کی وضاحت چاہی جائے۔

جناب چیئرمین: یہ موقع نہیں ہے آپ سوال پوچھ لیں آپ اس کو discuss کر لیں آپ اس کی تفصیل دیکھ لیں کہ اس سے کیا تبدیلیاں لانی مقصود تھیں تو پھر اس کی روشنی میں کر لیں۔ یہ بل جب آیا ہے یہ دیکھ لیں اسمیں کیا مقاصد تھے اور اب بھی اس کو ضروری سمجھتے ہیں تو آپ اس کو discuss بھی کر لیں بیشک پرائیویٹ ممبرز بل بھی لا سکتے ہیں آپ کے پاس کئی avenues open ہیں۔

جناب منظور احمد گچھکی: میں زیادہ تو نہیں کہوں گا اتنا کہوں گا یہ کہتے ہیں کہ اس کو ہم withdraw کر رہے ہیں ہم اس مسئلے پر serious نہیں تھے اور Interior Ministry نے کہا کہ اس کو آگے نہ لے جائیں تو پہلے introduce کیوں کیا؟ پھر نیشنل اسمبلی میں کیوں لایا گیا جب lapse ہو چکا تھا اگر وہ اس مسئلے پر serious نہیں تھے۔

جناب چیئرمین: بہرحال میں آپ کو اس کی تھوڑی سی history بتا دوں یہ بل سینٹ میں 86-11-23 کو موصول ہوا تھا پانچ چھ سال پہلے اور متعارف 87-1-6 کو ہوا تھا اور 91-11-26 کو پاس ہوا تھا اس کے بعد پھر یہ نیشنل اسمبلی گیا اور وہاں پر یہ 92-2-20 تک پاس نہیں ہوا۔ پھر یہ واپس آ گیا، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بے آسرا اور لاوارث قسم کا بل ہے۔

جناب منظور احمد گچھکی: پھر ہمارے وزیر صاحب کہتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ Law Minister ہیں تو Law Minister کی responsibility ہے ظاہر ہے وہ تو دونوں Houses ....

جناب چیئرمین: بہرحال آپ اس کو دیکھ لیں۔

Ch. Abdul Ghafoor: I have repeated that I am responsible for this. I hold the responsibility. آپ کو کس نے کہہ دیا کہ responsible نہیں ہوں

So, please keep your ears open. Being a member of the government.

میں نے repeatedly کہا ہے کہ میں responsible ہوں۔

جناب چیئرمین : جی جناب! حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد : جناب! المیہ یہ رہا ہے کہ ہماری حکومت کی ترجیحات صبح و شام بدلتی رہتی ہیں ظاہر ہے ہمارے جو دوست احباب بیٹھے ہیں وہ حکومت کے کہنے پر اور پارلیمانی پارٹی کے فیصلے کے بعد یہاں ووٹ دیتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ایوان کا وقت ضائع کرنے کی بجائے آئندہ ان سے ایک حلف نامہ لیا جائے کہ واقعی ہی سنجیدہ ہیں' شریعت بل کی طرح کوئی سیاسی چال تو نہیں چل رہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی' جناب کھوسو صاحب۔

میر سہراب خان کھوسو : ہم پارلیمانی پارٹی کے حکم کے مطابق ووٹ دیتے ہیں کیا حافظ صاحب اپنی پارٹی کا حکم نہیں مانتے؟

جناب چیئرمین : کیوں حافظ صاحب! آپ پارٹی کے discipline کو نہیں مانتے؟

حافظ حسین احمد : جی' میں مانتا ہوں لیکن میری ایک پارٹی ہے یہ چوں چوں کا مربہ نہیں ہے IJI کے اندر رہتے ہوئے IJI کی مخالفت کی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین : please, please بس کافی ہو گیا۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

جناب چیئرمین : جی' عبدالرحیم مندوخیل صاحب! آپ تقریر فرما رہے تھے۔

جناب عبدالرحیم حان مندوخیل : جناب چیئرمین! میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے جناب صدر کے خطاب کے بارے میں مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کی پہلے بھی اجازت دی اور اب بھی دے رہے ہیں۔

جناب والا! میں نے اپنی پہلی sitting کے دوران کچھ ابتدائی عرض کیا تھا اور میں اب اپنی ان معروضات میں تسلسل برقرار رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ پہلی بات یہ ہے کہ صدر صاحب نے اپنے خطاب میں تقریباً 10 اہم نکات پر بات کی ہے اور اس میں کچھ ذیلی نکات اٹھائے گئے ہیں۔ ساتھ ہی 19ر دسمبر کو جناب صدر کی تقریر کے موقع پر

Parliament میں جو protest ہوا اس کے بارے میں گورنمنٹ پارٹی یہ رائے دے رہی ہے اور یہ فکر دے رہی ہے کہ ہم لوگوں نے صحیح قدم نہیں اٹھایا ہے۔ یہ کام پارلیمنٹ کی روایات کے خلاف تھا۔ تاہم' ہم سمجھتے ہیں کہ اب بھی اس بات پر نادم نہیں ہیں کیونکہ پارلیمنٹ کا یہ حق ہے' پارلیمنٹ اس ملک کی ایک sovereign باڈی ہے بلکہ اس کی تمام پر مرکزی حیثیت ہے۔ کوئی بھی شخص خواہ وہ گورنمنٹ میں ہو یا خواہ پارلیمنٹ کی Executive میں ہو۔ جیسے کہ صدر صاحب پارلیمنٹ کے Executive کے حصہ کے طور پر ہیں' جب وہ کوئی ایسا قدم اٹھائیں گے جو پارلیمنٹ کی جمہوری روایات کے خلاف ہو اور جب وہ کوئی ایسی ذمہ داری پوری نہیں کریں گے جو ان کی ہے تو پارلیمنٹ کو اس پر یقیناً protest کرنا چاہیئے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم نے جو قدم اٹھایا' جو protest کیا' وہ ظاہری آداب میں صحیح نہ ہو لیکن جناب والا! ہم یاد دلانا چاہتے ہیں کہ House of Commons میں' England میں' بادشاہ چارلس کا سر کاٹ کر لگایا گیا۔ یہ کس لئے۔ یہ واقعہ اپنی جگہ افسوس ناک ہے' لیکن یہ اس لئے کیا کہ پارلیمنٹ کے اختیارات میں کوئی بھی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔

جناب والا! آج بھی England کے King یا Queen House of Common داخل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور Houses of Lords میں جیسے کہ ہماری سینٹ ہے' جو کہ Upper House ہے اور یہ زیادہ با اختیار ہے کیونکہ Federating Units کی نمائندگی کرتا ہے' وہاں House of Common کے نمائندے یا وزیر اعظم نہیں آ سکتے۔ مگر جو Kings حکومت کی پالیسی statement House of Lords میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت اس پالیسی statement کے دوران House of Lords میں وزیر اعظم کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اور اسی طرح King کو House of Common میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہ مسئلہ پارلیمنٹ کی sovereignty کا ہے۔ ورنہ personally ہم جناب صدر محترم کے یا محترم وزیر اعظم کے یا کسی بھی ایسے شخص کا احترام کرتے ہیں لیکن جب یہ مسئلہ اٹھے کہ اختیارات کس کے ہیں تو پھر ان کے مطابق چلنا چاہیئے۔

جناب صدر محترم نے یہاں خود فرمایا ہے کہ یہاں پارلیمنٹ میں قوانین bulldoze ہوئے' مثلاً 12th amendment' یہاں پر House of Common

bulldoze ہوا یعنی قومی اسمبلی میں 30 منٹ میں 12th (amendment) Bill پاس ہوا لیکن جناب صدر محترم کی یہ ذمہ داری تھی کہ اگر انہیں یہ نا قابل قبول تھا یا وہ طریقہ انہیں پسند نہیں تھا تو انہیں اس کو واپس کرنا چاہئے تھا۔ ان کے پاس اختیارات تھے' انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسی طرح کے دوسرے جو مسائل پارلیمنٹ کے ساتھ ہیں' قانون سازی کے ساتھ' policy-making کے ساتھ۔ اب سندھ کے متعلق مختلف امور کے بارے میں آپ کو علم ہے کہ سندھ میں جو حالات ہیں۔ میں personally یہ عرض کروں گا کہ ہم اپنے ہر Executive کے Head کا' یا کسی اور کا' احترام کرتے ہیں لیکن بحیثیت صدر کے ابھی سندھ میں یہ مشہور ہے اور یہ وہاں کے لوگوں کی آواز ہے کہ فلاں شخص ہمارے صدر محترم کے داماد ہیں اور وہ یہاں ناجائز کام کر رہے ہیں۔ جناب والا! ہونا کیا چاہئے تھا ہمارے صدر محترم کا یہ فرض تھا کہ وہ ان کو یہ کہہ دیتے کہ صاحب! خدا کرے کہ آپ سندھ کے لئے بہت اچھی پالیسی بنائیں' میں پھر تکرار کروں گا کہ سندھ کو جنت بنائیں لیکن سندھ کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے' یعنی ایسے دوسرے مسائل ہیں جو کہ ہمارے ملک میں پیش آ رہے ہیں ان کو حل کرنا ہمارا حق ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ خواہ کوئی بھی ہو' خواہ وزیراعظم ہو یا صدر ہو' ہم اس کو یہ جتلائیں کہ جب آپ پارلیمنٹ میں داخل ہوں گے تو ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ آپ کو نہ سنے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے جو مختلف اقدامات اٹھائے ہیں' عوام کے لئے اٹھائے ہیں' وہ اقدامات پارلیمنٹ کو یا عوام کو قابل قبول نہ ہوں۔ ایسا کرنا ان کی اصلاح کی بات ہے۔

اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نہ کوئی personal مسئلہ ہے' نہ ہی کسی اور نوعیت کا' یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جیسے ہمارے یہاں کچھ حضرات اسے personal لے لیتے ہیں یا policies میں لے لیتے ہیں میں policies کے بارے میں بھی عرض کروں گا کہ یہ کون سی پالیسی ہے جو کہ واقعی ایسی ہے جو کہ anti-American ہے' جو کہ ہمارے صدر محترم کی ہے اور اگر ان کی کوئی ایسی anti-American پالیسی ہے تو ہم انشاء اللہ اس کو یقیناً support کریں گے۔ لیکن یہاں پارلیمنٹ کے اندر آ کر' پارلیمنٹ کے حصہ کے طور پر' انہیں ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے اور یہ پارلیمنٹ کا حق ہے بلکہ میں تو یہ تجویز کروں

گا کہ آئندہ کے لئے جب بھی صدر کا نیا خطاب ہو' تو اس موقع پر اپوزیشن والے کھڑے ہو کر کنونشن کے طور پر انہیں یاد دلائیں اور انہیں احساس دلائیں یعنی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ کوئی بہت بری بات ہے۔ ٹھیک ہے کہ بظاہر آداب میں اچھا نہیں لگتا۔ ابھی ہمارے یہاں بزرگوں نے کہا کہ galleries میں بعض دفعہ دوسرے ممالک کے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں' وہ ہمارے بارے میں کیا کہیں گے' ہم ان کے بارے میں کیا کہیں گے' کیا انہوں نے جمہوریت قربانیوں سے نہیں حاصل کی' کیا انہوں نے مختلف اوقات میں اپنے صدور اور وزیر اعظم کے خلاف protest نہیں کیا ہے۔ کیا ان میں پارلیمنٹ کے حقوق اور اس کے مقابلے میں آمریت کے خلاف کشمکش نہیں رہی ہے۔ کیا ایسا دوسرے ممالک میں نہیں رہا ہے۔

جناب والا! میں ایک تو 19 دسمبر کے واقعہ کے بارے میں' دوسرا یہ کہ جو contents ہیں statement کے اور address کے جو contents ہیں اور جو کہ گورنمنٹ پالیسی ہے' اس کے بارے میں' میں عرض کرتا ہوں۔ ان کے خطاب میں جمہوریت کے متعلق' اکثریت کے متعلق' ان کی آرا کو تسلیم کرنا' اقتصادی مسائل' اقتصادی اصلاحات خارجہ پالیسی اور وفاق جیسے مختلف موضوعات ہیں۔ تاہم' میں پہلے وفاق کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی اہمیت کے لحاظ سے اس پر پہلے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! ہمارے ملک میں جیسا کہ اس address میں بھی کہا گیا ہے اور ہمارے آئین میں بھی ہے اور ہماری سیاست کی ایک تسلیم شدہ بات بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ ملک ایک وفاق ہے یہ ملک ایک جمہوری ملک ہے یعنی ہمارا وفاقی پارلیمانی سسٹم ہے یہ ایک بنیادی بات ہے اور یہ تسلیم شدہ ہے۔ اس پر ہم سب agree ہو چکے ہیں تو وفاق کے حوالے سے ہم عرض کریں گے کہ آیا وفاق کے اس اصول کے مطابق ملک میں کیا پوزیشن ہے یعنی اس پر ہم متفق ہو گئے ہیں کہ یہ ملک اس وقت مستحکم ہو گا' اس وقت اس ملک میں اتحاد ہو گا جیسا کہ صدر محترم نے خود فرمایا ہے کہ وفاق کے جو federating units ہیں' ان میں ایک دوسرے کے ساتھ باہمی رشتہ ہے اور federating units اور مرکز کا رشتہ۔ جب یہ رشتہ صحیح ہو تو استحکام اور اتحاد ہو گا۔ ہم بالکل اس principle کو مانتے ہیں لیکن جناب والا!

یہ اصول صرف absurd اصول بنے گا یہ ایک مجرد اصول بنے گا اگر اس پر ہم عملاً عمل نہ کریں۔ وفاق ہے۔ لیکن federating units کے بارے میں جب سے آئین بنا ہے ہماری کیا پالیسی رہی ہے؟ ان کے اختیارات کے بارے میں ہماری کیا پالیسی رہی ہے؟ جناب والا! عملاً ہماری پالیسی یہ ہے کہ جب 1973 میں Concurrent List بنی اور Concurrent List کے بارے میں یہ طے کیا گیا کہ یہ بعد میں صوبوں کو دی جائے گی لیکن after ten years عمل نہیں ہوا 1973 سے لے کر اب 1992 آگیا ہے یعنی 20 سال ہو گئے ہیں اور اس کے دوران مارشل لاء بھی آگیا۔

جناب والا! مارشل لاء کے کیا معنی ہیں۔ مارشل لاء کے معنی ہیں unitary گورنمنٹ اور unitary گورنمنٹ فیڈریشن کی خلاف ورزی ہے۔ باقی آئین کے جو جمہوری اصول ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہ تو فیڈریشن کی بات تھی۔ یہ ہمارے ہاں ہمارے ملک کی پالیسی رہی ہے اور آج بھی جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ مرکز کو اختیارات ملنے چاہئیں' چار شعبے مرکز کو ملنے چاہئیں اور باقی تمام جو شعبے ہیں وہ Federating Units کو ملنے چاہیں۔ لیکن ہم ابھی تک اسی مسئلہ میں پھنسے ہوئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ استحکام کو خطرہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کو خطرہ ہے۔ اور صدر محترم تو بار بار فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ جو بحران پیدا ہوا ہے' یہ شاید دشمنوں نے پیدا کیا ہے۔ جناب والا! دشمنوں کی بات اپنی جگہ پر' لیکن سوال یہ ہے کہ Federting Units کے ساتھ ہمارا سلوک کیا ہے۔ ہم کیوں اختیارات نہیں دے رہے ہیں؟ اصل میں بنیادی مسئلہ جناب والا! یہ ہے کہ federating units کے بارے میں جو quantum of autonomy ہے اس سے آج تک لیت و لعل سے کام لیا جارہا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں بالخصوص پشتون کے بارے میں بات کروں گا ہم اس فیڈریشن کا حصہ ہیں اور اس کا مشترکہ حصہ ہیں اور بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ہم معاشی اور دوسرے لحاظ سے ایک part ہیں اور ہمارا اس میں رول ایسا ہے کہ جب ملک کی استحکام کی ضرورت ہے تو ہمیں جب اپنا حق ملے گا تو اس کے بعد یہاں استحکام و اتحاد کی بات کی جا سکتی ہے لیکن یہاں کیا ہے۔

جناب والا! سب سے پہلے پشتونوں کو federating units کے حساب سے متحد نہیں رکھا گیا آج بھی جس اصول اور بنیاد پہ federating units ہے' تو صاف بات ہے جناب والا! کہ federating units administrative اصول کی بنیاد پہ اور انتظامی تقاضوں پر نہیں بنے تھے۔ اگر ان تقاضوں کے مطابق بنتے تو ایک صوبے میں پندرہ صوبے بنتے لیکن وہ جناب والا! قومیتوں کے اصول کی بنیاد پر بنے تھے۔ یہ بنیادی اصول تھا۔

اب اس میں ہم مزید الجھ جاتے ہیں اور صبح و شام اس پہ بات کرتے ہیں لیکن پشتونوں کو کیا ملا۔ لیکن جب انگریز نے ہمیں تقسیم کیا یہ ٹھیک ہے کہ انگریز تو Colonialist اور Imperialist تھے۔ ان کے اپنے مقاصد تھے لیکن ہم ملک میں پاکستان کا ایک حصہ ہیں اور وفاق کا ایک حصہ ہیں لیکن ہمارے ساتھ یہ رویہ کیوں روا رکھا جارہا ہے؟ ایک طرف ہمارا حصہ N.W.F.P. ہے اور میں اس کی بھی بات کر رہا ہوں جناب والا! یہ بھی انگریزوں کا نام تھا۔ لیکن ہمارے لئے ہماری شناخت لوگوں کو قابل قبول نہیں ہے یہ جدا بات ہے کہ کوئی مخالف یہ argument کرے کہ یہ آپ کے اپنے لوگ تھے۔ ابھی جب پشتونخواہ نام تجویز ہوا تو اپنے لوگوں نے مخالفت کی۔ یعنی یہ بذات خود افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اپنے لوگوں کو کن لوگوں نے direction دی اور یہ نظریہ دیا کہ آپ نے ایسا کرنا ہے ورنہ؟ تو ہم یہ کہیں گے جناب والا! کہ ہم اس ملک کے component ہیں۔ اور ہمارا بڑا رول ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ...... آج بھی وہی جو انگریزوں کے imperialist مقاصد......

دوسرا پہلو جناب والا! ہمارے جنوبی پشتونخواہ کے علاقے ہیں۔ موجودہ کوئٹہ سے جو North-East کا علاقہ ہے انگریزوں نے جب 26 ر مئی 1879ء کو ایک معاہدے کے تحت اس پر قبضہ کیا تو یہ assigned districts پشتون علاقہ تھا لیکن انگریز نے 1887ء مین اس کو British بلوچستان کا نام دیا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ سب کا سب خالص پشتون علاقہ ہے۔ اس علاقے میں شاہی جرگہ جو ان کی legislative body تھی' judicial body تھی' Executive body تھی اگر اس کی list دیکھی جائے تو اس میں ایک مری بگٹی کا علاقہ ہے جس کو tribal کی حیثیت سے سبی سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ باقی ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ اگر شاہی جرگہ کی list دیکھی جائے۔ شاہی جرگہ سے میرا مطلب ہے Executive body'

ligislative body اور judicial body اس میں آپ دیکھیں کہ اس body میں پشتون کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔ ۔ ۔

سیداحسان شاہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب! میرا خیال ہے کہ مندوخیل صاحب صدر کے خطاب پر بات کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ to the point بات نہیں کر رہے۔ آپ مہربانی کر کے نوٹس لیں جی!

جناب چیئرمین : جی مندوخیل صاحب!

جناب عبدالرحیم مندوخیل : جناب والا! یہ وفاق کا مسئلہ ہے اور اہم بات ہے صدر صاحب نے واضح کہا ہے کہ وفاق' وفاق کا باہمی رشتہ اور وفاق کا رشتہ' میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں اتحاد و استحکام اس کی بنیاد ہے۔ تو جناب والا! ہمارا 1932ء میں انگریزوں سے مطالبہ تھا کہ ہمارے چیف کمشنر کو گورنر کی پوزیشن دی جائے۔ اور یہ ہم نے تجویز دی شاہی جرگے نے یہ تجویز دی اور باقی سیاسی پارٹیوں کا مطالبہ اس سے زیادہ تھا۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ اس کے بعد آزادی آئی اس کے بعد تین یا چار فارمولے۔ لیاقت علی خان فارمولا' محمد علی بوگرہ فارمولا۔ اور کوئی دو تین.......... فارمولے ہیں خواجہ ناظم الدین صاحب تک شاید تین فارمولے۔ 1954ء تک پاکستان کے آئین اور فیڈریشن کے تھے۔ تو جناب والا! اس میں فیڈریشن کے وہ فارمولے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا province تھا جناب والا!

At this stage, the chair was occupied by (Deputy Chairman Madam Noor Jehan Panezi).

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی جناب!

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : 1954ء میں اس کا ایک جدا وفاقی یونٹ کی حیثیت سے مختلف فارمولوں میں تجویز کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود جب one unit بنا' اور ہماری بدقسمتی یہ تھی کہ ہمیں کوئٹہ ڈویژن میں ضم کیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود' ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ ریاست قلات کا ہمارے ساتھ کوئی انتظامی' تاریخی اور قومی تعلق نہیں تھا ان کی اپنی ریاست تھی۔ ہمارے ساتھ اتنا تعلق تھا کہ ہمارا چیف کمشنر ریاست قلات کا Resident تھا یہ ہماری پوزیشن تھی اور کوئی تعلق نہیں تھا۔

جناب والا! یونٹ کے خلاف اس بنیاد پہ جدوجہد ہوئی کہ یونٹ کی disintegration کے بعد یہاں قومیتوں کے یونٹ بنے۔ ایک وفاق اور وفاق کا بھی بنیادی اصول قوموں کا، لیکن جب یونٹ کی disintegration ہوئی اور وہاں انہوں نے ایک لفظ استعمال کیا اور وہ یہ تھا "Revival of the old provinces" اگر ہوتا تو جناب والا! province تو ہمارا تھا۔ چیف کمشنر کا province اس میں ریاست قلات' یا اس میں ہمارے neigbour ہمارے دوست بروہی بلوچ ان کا ہمارے province کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا جناب والا! لیکن جب یونٹ کی disintegration ہوئی تو ہمارے ساتھ وفاق نے' میں تمام ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں' کہ ہمارے ساتھ ایک وہاں یہ بے انصافی ہوئی تھی لیکن ہمارے سیاستدانوں دانشوروں' قانون سازوں نے اس پر توجہ نہیں دی اور اس کو اہمیت نہیں دی اور ہوا کیا کہ اس میں ریاست قلات شامل کر کے بلوچستان کا نام دیا گیا بلوچستان' یہ قطعاً ہماری شناخت نہیں ہے ہم بلوچ نہیں ہیں جناب والا! ریاست قلات میں بلوچ اور بروہی ہیں انگریزوں نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ اس وقت جب بلوچستان نام دیا گیا............

سید احسان شاہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب! بلوچ اور بروہی کو یہاں علیحدہ علیحدہ معنوں میں لیا جارہا ہے جبکہ بلوچ ایک ہی ہیں بروہی ان کا ایک قبیلہ ہیں مہربانی کر کے اسے حذف کیا جائے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! ان کو ہم پہ مسلط کر کے ہمارا صوبہ ختم کیا اور ہمارے صوبے کو جناب والا! نام بھی ان کا دیا گیا۔ جسے انگریزوں نے خود تسلیم کیا It was a misnomer اور آج تک ہم یہی سزا بھگت رہے ہیں۔ تمام پارٹیاں یہ سمجھ رہی ہیں کہ بلوچ ہیں۔ اقتدار بلوچوں کا' اختیار بلوچوں کا' صوبہ بلوچوں کا اور اس کا نتیجہ یہ رہا ہے جناب والا! آج بھی ہم اپنی سرزمین پہ بیٹھے ہیں لیکن ہمیں وہاں اقلیت میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ آج ہمارے حقوق۔ سیکرٹری ڈپٹی کمشنر' مختلف عہدے' وہاں کا گورنر' وزیر اعلیٰ۔ ایک ایسا فرض کیا گیا ہے جیسا کہ ہم جو ہیں وہاں ویسے ہی ہیں اور اختیارات ان کے ہوں۔ حتیٰ کہ جناب! فیڈریشن کی جو authorities ہیں وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ وہاں چونکہ بلوچوں کا اقتدار ہے لہٰذا تمام اقتدار کے جو main centres ہیں ان پہ انہیں بٹھایا جائے

گا۔ ہائی کورٹ میں ان کا Chief Justice بنایا جائے گا جو مختلف کمیشن ہیں ان کو وہ chair کریں گے جو مختلف authoritites ہیں جناب والا! ہر authority میں ان کو یہاں سے فیڈریشن مدد دے رہی ہے۔ اور جو مختلف پارٹیاں ہیں وہ بھی یہاں لوگوں کو سمجھا رہی ہیں کہ اصل میں وہ لوگ اس صوبے کے مالک ہیں اور ہمیں اقلیت میں تبدیل کرنا ان کا حق بنتا ہے۔ تو یہ ہے جناب صدر محترم کی تقریر میں جو انہوں نے فرمایا کہ وفاق کے باہمی تعلقات۔ اگر اچھے تعلقات۔ ہم یہ کہتے ہیں جناب والا! کہ اچھے تعلقات مفادات کی بنیاد پر بن سکتے ہیں۔ اگر آپ کے مفادات کا تحفظ ہو۔ اگر آپ کو اپنے مفادات کے مطابق حق ملے تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ برابری پر اچھا تعلق رکھ سکتے ہیں۔ یعنی اچھے تعلقات حقوق کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ جناب والا! تعلقات کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک آمر ہو' ایک قبضہ کرے اور دوسرے کی سرزمین پر قبضہ کیا جائے' اور پھر کہا جائے کہ تعلق۔ یہ تعلق جناب والا! آمر' یہ تعلقات آقا اور غلام کے ہوتے ہیں۔ یہ تعلقات وفاق کو مضبوط نہیں بنا سکتے' یہ تعلقات یہاں امن واستحکام قائم نہیں کر سکتے' جناب والا؟

اسی طرح جناب والا! وفاق کے حوالے سے میں عرض کر رہا تھا۔ آپ وفاق میں زرا دیکھیں۔ یہاں پشتون' پنجابی' سندھی اور بلوچ' چار قومیں رہتی ہیں۔ ہماری اپنی اپنی زبانیں ہیں۔ لیکن یہاں ملک میں دو فیصد لوگوں کی زبان اردو ہے۔ لیکن یہاں کیا کیا جا رہا ہے۔ یہاں ایسا تصور کیا جا رہا ہے۔ بلکہ ایسا مسلط کیا جا رہا ہے کہ ہم سب نے اردو زبان بولنی ہے۔ یعنی اگرچہ یہاں آئین میں دیا گیا ہے۔ لیکن ان کو regional زبان کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ پشتو زبان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے' میں عموماً سب زبانوں کی بات کر رہا ہوں لیکن خاص کر پشتو کی۔ پشتو زبان ہم لیتے ہیں۔ ایک مثال ٹیلی ویژن کی ہے۔ ٹیلی ویژن میں معلوم نہیں ہفتے میں کتنے سو گھنٹے ہیں۔ لیکن ان گھنٹوں میں سے جناب والا! پشتو کے لئے ایک گھنٹہ ہے "ایک گھنٹہ" یہاں ہم سے کہا جا رہا ہے کہ ہم وفاق ہیں اور وفاق کا حصہ ہیں اور وفاق میں اتحاد ہوتا ہے اور وفاق کا استحکام ہو گا۔ ۔ ایک گھنٹہ...... اور ایک گھنٹہ کی بھی میں بات کروں۔ ایک گھنٹہ بھی کس طرح؟ اس کے بارے میں مسلسل یہ سیاست کی جا رہی ہے کہ ایک گھنٹے میں بھی...... جناب تم لوگ جو پشتو کی بات کر رہے ہو اس میں بھی پتہ نہیں ہے دوسری زبانیں بھی شریک ہیں۔

پانچ منٹ فلاں کے، تین منٹ فلاں کے، چار منٹ فلاں کے اور پانچ منٹ فلاں کے۔ یعنی تم ہمارے ساتھ رہتے ہو ہم یہ کہتے ہیں۔

جناب والا! کہ ہمارے پشتو کا ہندکو کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں، پشتو کا چترالی کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں اور پشتو کا کسی اور minority جو پشتونوں میں ہے، ان کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں۔ ہمیں اپنے گھنٹے دیئے جائیں۔ پشاور ٹیلی ویژن کے تمام channel ہمارے ہونے چاہئیں۔ ان میں پشتو ہونی چاہئے مسلسل۔ دن رات پشتو اور اس میں ہماری minority کی جو زبانیں ہیں، ان کو ہم وقت دیں گے۔ لیکن یہاں یہ وفاق کے خلاف عمل ہے جناب والا! یہ استحکام کے خلاف ہے۔ یہ اتحاد کے خلاف ہے اس وفاق کے کہ پشتو جو اس ملک کی اہم زبان ہے۔ تاریخی زبان ہے۔ اس زبان کو آپ ایک گھنٹہ دیں اور بڑے خوش ہو کر یہاں ہمارے گورنمنٹ کے حضرات کہتے ہیں کہ جی آپ کو ایک گھنٹہ دیا ہے اور اس میں بیس منٹ ہم نے فلاں زبان کو دیئے اور پندرہ منٹ ہم نے فلاں زبان کو دیئے۔ جناب والا! ہمارے ساتھ یہ سلوک ہے۔ اور اس سلوک کا جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ "اتحاد استحکام" یہ الفاظ ہیں یہ مجرد...... الفاظ ہیں۔ عملاً وفاق کے خلاف جن لوگوں نے عمل کیا ہے میں اس میں تمام سے اپیل کرتا ہوں حکومتی پارٹی سے بھی میں اپیل کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو اس طرح لیا جائے۔ اس مسئلے کو حکومت اور اپوزیشن کی پارٹیوں کی شکل میں نہ لیا جائے۔ اس مسئلے کو اس شکل میں لیا جائے کہ بابا! اس ملک کے اتحاد کیلئے اس ملک کے استحکام کے لئے یہاں جو لوگ ہیں ان کو اپنا حق دیا جائے اور برابری کی بنیاد پر دیا جائے۔ تو جناب والا! ہماری زبان کے ساتھ یہ سلوک ہے۔

اسکے بعد جناب والا! پانی کا مسئلہ۔ وہاں صدر محترم نے فرمایا بھی ہے کہ موجودہ حکومت نے بڑے اچھے کام کئے ہیں اور ان میں ایک اہم کام پانی کا ہے اور یہ مسئلہ ستر سال سے چلا آ رہا تھا اور اس کے متعلق یہ لوگ یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ ایک Pandora Box کھل جائے گا۔ اب ہم نے تو حل کر لیا ہے۔ جناب والا! کیسے حل کیا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پانی، آپ ذرا اس کے بنیادی اصولوں کو دیکھیں۔ یہ کون سا پانی آپ نے تقسیم کیا ہے؟ اس طرح آپ حساب کر لیں۔ جہلم کا پانی آپ

نے تقسیم کیا ہے؟ چناب کا پانی آپ نے تقسیم کیا ہے؟ راوی کا پانی آپ نے تقسیم کیا ہے؟ ستلج بیاس کا پانی آپ نے تقسیم کیا ہے؟ نہیں۔ آپ نے تقسیم نہیں کیا۔ آپ نے اباسین' آپ نے کابل' آپ نے سوات' آپ نے دیر کا' باجوڑ کا' چترال کا پانی تقسیم کیا ہے۔ جھگڑا تھا۔ واقعی جھگڑا تھا۔ جھگڑا تو ہوگا اگر آپ تمام ملک میں جو پانی ہماری سرزمین کا ہے اس پر آپ نے قبضہ کیا۔ آپ اسے یہ تسلیم نہیں کرتے۔ خواہ آپ کو علم ہے۔

یہاں وہ میرے بزرگوار بیٹھے ہوئے ہیں ژوب میں ہم کوئی ڈیم نہیں بنا سکتے تھے۔ کیوں نہیں بنا سکتے تھے۔ کیونکہ پنجاب سے یہ ہدایت ہوتی تھی کہ ژوب میں اگر کوئی ڈیم بنا تو پانی وہاں رک جائے گا۔ موسیٰ خیل پر ہم ڈیم نہیں بنا سکتے۔ گومل لام پر ہم ڈیم نہیں بنا سکتے۔ ٹانگزام پر ہم ڈیم نہیں بنا سکتے۔ آج تک نہیں بنا سکتے تو یہ مسئلہ 'Pandora Box والا مسئلہ تو یہ تھا۔ اب جبکہ پانی پر قبضہ کر لیا گیا۔ اب انہوں نے اس نام نہاد معاہدے میں کہا ہے کہ آپ اب گومل لام پر آپ کوہاٹ پر آپ ٹانگ پر آپ وہاں اب ڈیم بنا سکتے ہیں۔ یعنی ستر سال سے' انگریز کے زمانے سے آج تک جناب والا! ہمارا پانی تھا اور اپنے پانی پر ہمارا حق نہیں تھا۔ اور یہاں جو معاہدوں کی بات ہوتی ہے۔ اس میں انگریز کے زمانے میں تقسیم سے قبل دو معاہدے تھے۔ یعنی دو کمیشن' معاہدے نہیں۔ دو کمیشن بنے ہیں اس کمیشن میں جو پانی کا مالک تھا۔ اس کمیشن میں کون بیٹھا ہوا تھا؟ ایک صوبہ سندھ اور ایک صوبہ پنجاب۔ ان کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بھی پتہ نہیں کیسے؟ آپ ان کی کوئی بھی رپورٹ پڑھیں۔ ہمارے علاقے کے' جہاں کا یہ پانی ہے' اس کے کمیشن میں کون بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے بعد جناب والا! تقریباً چار کمیشن بنے ہیں 1947ء کے بعد۔ اس میں جسٹس فضل اکبر کا کمیشن...... جسٹس فضل اکبر کی آپ وہ رپورٹ لے لیں۔ اس میں انہوں نے کیا تجویز کیا ہے۔ جسٹس فضل اکبر کی رپورٹ میں ان کی جو سفارشات ہیں وہ آپ کو ناقابل قبول ہیں۔ جو آپ کے مفادات کے خلاف ہے۔ آپ کے قبضے کے خلاف ہے تو آپ کو جسٹس فضل اکبر بھی نامنظور۔ اس کے بعد جسٹس انوارالحق کے بارے میں سپریم کورٹ کی ایک کمیٹی بنی تھی۔ انہوں نے recommend کیا۔ جسٹس فضل اکبر کے حوالے سے جو

انہوں نے recommend کیا ہے وہ پانی دیا جائے .N.W.F.P شمالی پشتون خواہ کو اور انہوں نے پھر اس سے انکار کر دیا۔ یہ آپ کو نا قابل قبول ہے۔ آپ کو وہ کمیٹی نامنظور ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں جناب والا! اگر ہم سب کے مفادات کا خیال رکھا جائے یعنی میں یہ کہوں گا کہ ہمارے سب کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ اگر ہمارے حقوق کا خیال نہیں رکھا جائے گا جناب والا! جو بھی دعوے ہوں گے وہ دعوے صحیح نہیں ہیں۔

ابھی موجودہ حکومت یہ فرما رہی ہے کہ جناب والا! ہم دو نومبر کو آئے تھے میرے خیال میں' وہ 1991ء میں دو نومبر کو آئے اور 21 مارچ تک انہوں نے ستر سال کا وہ سارا مسئلہ حل کر دیا۔ ستر سال کے مسئلے میں آپ نے جسٹس فضل اکبر کے بارے میں کیا کہا۔ اگرچہ میں ذاتی طور پر جسٹس فضل اکبر کی رپورٹ سے بھی متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ بنیادی طور پر پانی جو ہے۔ ہماری تمام زمین' آپ ابھی بھی دیکھیں۔ تربیلا ڈیم۔ جناح بیراج۔ تونسہ بیراج۔ یہ left side ہے پنجاب کی سائیڈ ہے۔ نہریں ہیں۔ جناب والا! سرگودھا کی طرف نہر۔ چشمہ بیراج' نہر ہے Jhelum link canal لیکن آپ ذرا اس کو دائیں طرف بھی دیکھیں۔ دائیں طرف جناب والا! صوابی میں اسے بارانی زمین کہتے ہیں۔ اب بھی بالا تربیلا ہے۔ لیکن نیچے یہاں ابھی تک لوگوں کے لئے آبپاشی کا نظام نہیں ہے۔ تو مسلسل 70 سال جب ہمارے پانی پر قبضہ کیا اور 2 مہینے یا 3 مہینے مارچ' جنوری فروری مارچ تین مہینے اور نومبر دسمبر پانچ مہینے میں۔ مسئلہ چونکہ ان سب رپورٹوں کے بالکل خلاف' جناب والا! تمام پانی پر انہوں نے قبضہ کیا اور جناب! اب یہاں کہتے ہیں کہ معاہدہ ہوا ہے کس نے معاہدہ کیا ہے؟ کون وہ authority ہے جس نے معاہدہ کیا ہے؟ ٹھیک ہے ہم مان لیتے ہیں کہ وہاں ایک وزیر اعلیٰ ہے لیکن ہمارا اس وزیر اعلیٰ پر اعتراض ہے ہمارے اس الیکشن پر اعتراضات ہیں۔ پارلیمنٹ کو' قومی اسمبلی کو وہاں لوگوں نے جناب والا! یہاں اس کو dissolve کیا گیا اور dissolution کے بعد جو موجودہ انتخابات ہیں ان پر بھی ہمارے اعتراضات ہیں لیکن وہاں ایک شخص آتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے دستخط کئے ہیں' وہ کون ہیں جو انہوں نے دستخط کئے ہیں اور پھر یہاں جناب والا! کونسل بنی تھی۔۔۔

جام محمد یوسف : پوائنٹ آف آرڈر ' جناب والا! میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ معزز رکن معاہدہ کی جو بات ریکارڈ کی کر رہے ہیں تو اس میں اس وقت جو موجودہ Chief Minister بلوچستان ہیں آیا ان کو ان کی پارٹی نے اعتماد کا ووٹ دے کر نہیں بھیجا اگر صرف اپنی پارٹی کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف وقت و حالات کو وہ سمجھتے ہیں کہ چیف منسٹر بلوچستان کو بنا کر باقی تمام دوسرے Chief Ministers کی کسی چیز کو معاہدے کو مانتے ہی نہیں تو they should be more confined to that وہ Chief Minister کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ معاہدہ جو ہوا ہے یہ چاروں صوبوں کے وفاق کو معاہدے میں رکھتے ہوئے accord ہوا ہے۔

سید عبداللہ شاہ : جناب والا! یہ ہماری روایت رہی ہے بحث کے دوران کہ ہم بیچ میں نہیں بولیں گے مداخلت نہیں کریں گے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مندوخیل صاحب کی تقریر میں تین چار بار مداخلت کی گئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ازراہ کرم Points of orders نہ اٹھائے جائیں کیوں کہ پھر کسی کی تقریر بھی جاری نہیں رہ سکے گی۔ میں ممبران سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنی تقریر میں کہہ دیں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! ہم اتنی بات کریں گے کہ اسی وزیر اعلیٰ کے بھی وہ فیصلے ہم نہیں مانتے وہ وزیر اعلیٰ بھی ہم پر مسلط کیا گیا ہے ہمارے اور اسمبلی میں ممبر تھے ان کو بغیر کسی قانونی اور آئینی اصول کے اس اسمبلی کو توڑا گیا ہمیں مجبور کیا گیا لیکن اس کے ان فیصلوں کو ہم نہیں مانتے۔

جناب والا! دوسری بات Council of the Common Interest کی ہے اس کے متعلق آئین میں provision ہے اور اس میں یہ ہے کہ it is subordinate to the Parliament پارلیمنٹ کے تابع ہے پارلیمنٹ کو کس نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا۔۔۔

سید عباس شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ' جناب والا! مندوخیل صاحب ' ایک ایسے موضوع پر بات کر رہے ہیں جو کہ Interest of the country ہے اور اس پر صرف ان کی اور ان کی توجہ صوبہ سرحد کی طرف دلاتا ہوں۔ وہاں پر یہ فیصلہ متفقہ طور پر ' جس میں

اے این پی، مسلم لیگ اور ساری پارٹیاں شامل ہیں، اس وزیر اعلیٰ کا ذکر بھی میں چاہوں گا کہ کریں کہ کیوں......

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن میں اتنا کہوں گا کہ جب آپ ایسے ہی مجھ سے پوچھیں گے تو میں کہوں گا کہ میں اس حکومت کو بذات خود چیلنج کرتا ہوں، اس اسمبلی کو چیلنج کرتا ہوں وہ کیسے حالات میں آئی اس سے ہم متفق نہیں۔ یہ جدا بات ہے کہ آپ ہمیں یہاں لڑانا چاہتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : مندوخیل صاحب! آپ صدر صاحب کی تقریر تک ہی محدود رہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میڈم چیئرمین! یہ ہمارے درمیان تضادات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہرصورت، میں ان کی توجہ کے لئے بات کر رہا ہوں تو یہ معاہدہ جناب والا! ہم پشتونوں کو بالکل منظور نہیں ہے یہ معاہدہ Pandora Box یہاں الفاظ ہیں کہ "Pandora Box" جب آپ فیصلہ کریں گے تو Pandora Box ہو گا ہم کہتے ہیں کہ واقعی Pandora Box ہے یہ مسئلہ ہے اور اس سے کھل گیا ہے اور اس سے وفاق کے اتحاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ آپ اس سے خوش نہ ہوں ابھی آپ کہتے ہیں مثلاً پانی کا مسئلہ ہے آپ کا کالاباغ ڈیم...... آپ کالاباغ ڈیم بنانا چاہتے ہیں اور ہر روز یہاں ایک منسٹر صاحب یا دوسرے کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو ہم ضرور بنائیں گے جناب والا! کالاباغ ڈیم آپ جب بنائیں گے آیا وفاق میں ہمارے مفاد کا خیال آپ رکھ رہے ہیں ہمارے مفاد کا خیال اور ہمارے حقوق کا خیال...... آپ کو کالاباغ کی ضرورت ہے جناب والا! کالاباغ ڈیم کی سرسری باتوں کے علاوہ اس سے آپ کتنے پانی کو محفوظ کر رہے ہیں آج جو آپ کے قبضے میں ہے وہ پانی چشمہ بیراج...........

میڈم ڈپٹی چیئرمین : مندوخیل صاحب، کالاباغ ڈیم کا تو صدر صاحب کی تقریر میں کہیں ذکر ہی نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : صدر صاحب کی تقریر میں نہیں ہے لیکن معاہدے میں ہے۔ معاہدے کا ایک نکتہ ہے میں دکھاتا ہوں معاہدے میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں کہ اپنے اپنے پانی کے حصے کے لئے یعنی اپنے حصے کے لئے آپ reservoir بنا

سکتے ہیں...... یہ اس میں ہے۔ تو جناب والا! جب reservoir آپ بنائیں گے اور اب یہ reservoir جناب ' آپ کہتے ہیں کہ آپ کالاباغ ڈیم بنا رہے ہیں تو کالاباغ ڈیم جناب والا! اور تفصیلات کے علاوہ یہ پانی جو ہے اس کے مسائل کے علاوہ یہ پانی جناب والا! سراسر غصب ہے کالاباغ ڈیم سے ہماری سرزمین کو کتنا نقصان ہو گا ان کے دلائل جناب والا! یہ ہیں کہ جی ہم نے سروے پر خرچہ کیا ہے سروے پر آپ نے کتنے کروڑ کا خرچہ کیا ہے؟ آپ نے سروے پر خرچہ کیا ہے اب آپ اس کو ختم نہیں کر سکتے لیکن ہم نے جو زمین آباد کی ہے نوشہرہ مردان یہ تمام علاقے جو ہزاروں سال سے ہماری سرزمین ہیں اس میں آبادی ہم نے کی ہے ہمارے بچے آباد ہیں ان کا خرچہ آپ کو نظر نہیں آ رہا۔ آپ نے سروے کیا ہے؟ اور سروے کے نام سے آپ کہتے ہیں کہ نہیں ' اب تو ہم نے فیصلہ کیا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں جناب والا! اس کے مقابلے میں باشا ایک علاقہ ہے انجینئرز واضح اس پر کہتے ہیں۔

آپ کہتے ہیں ہمارا بجلی کا مسئلہ ہے اس کے ساتھ متعلق کہ جی ہماری توانائی کا مسئلہ ہے ' لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اور ہم نے اس میں اپنی توانائی کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ لیکن جناب ' بجلی کے مسئلہ کے سلسلے میں ' میں آپ کو تجویز کرتا ہوں آپ ذرا check کریں باشا کے مقام پر ماہر انجینئروں کی رائے ہے کہ پچاس بجلی گھر بن سکتے ہیں...... پچاس بجلی گھر۔ جناب والا! یہ اس ایوان میں میں اعتماد سے بات کر رہا ہوں ایک ذمہ دار شخص کی حیثیت سے میں بات کر رہا ہوں...... پچاس بجلی گھر اور ہر بجلی گھر 3 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرے گا یعنی ایک لاکھ پچاس ہزار میگاواٹ۔ جناب والا! یہ فگر ماہر انجینئروں کی ہے ایک لاکھ پچاس ہزار میگاواٹ کا بجلی گھر اور جس پر خرچہ بھی نہیں ' جس میں silt کا مسئلہ بھی نہیں ' جس میں salinity کا مسئلہ بھی نہیں اور جس میں دوسرے لوگوں کی بربادی کا مسئلہ بھی نہیں ہے وہ باشا آپ نہیں بنا رہے ' باشا کے بارے میں آپ سروے نہیں کر رہے اور یہاں آ کر آپ کالاباغ کے بارے میں سروے کر رہے ہیں......

ابھی مردان میں سکارپ کا پروگرام شروع ہے ابھی سے ان علاقوں میں salinity اور دوسرے مسائل شروع ہیں اور جب آپ کالاباغ میں وہاں پانی بند کریں گے اور وہ کہتے ہیں کہ جی ہم اس کا نقشہ ایسا بنائیں گے کہ کچھ وہ کم ہو۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا بھی آپ کم کریں گے لیکن وہ ہماری سرزمین کو...... پشتونوں کی سرزمین کو مکمل متاثر کرے

گا تو کیا اس سے جناب والا! آپ وفاق میں اتحاد پیدا کریں گے۔ یہ آپ وفاق میں اتحاد لانا چاہتے ہیں آپ وفاق میں اتحاد نہیں لانا چاہتے۔ اسی طرح اگرچہ وہ صوبوں کا حصہ نہیں ہے، قبائلی علاقہ ہے۔ قبائلی علاقے جو ہیں اس کے بارے میں آپ کی پالیسی کیا ہے؟ وہ self rule کا علاقہ ہے آئین میں بھی یہ بات واضح لکھی گئی ہے کہ اس پارلیمنٹ کے کسی قانون کا اطلاق وہاں نہیں ہو سکتا۔ وہاں ان کے اپنے جرگے ہیں وہ بذات خود اپنے طور پر authority ہیں یہ جدا بات ہے کہ وہ جرگے اس وقت زیادہ democratic نہیں ہیں۔ وہ ان کا اپنا مسئلہ ہے وہ دوسری side پر ہے لیکن اس self rule کے علاقے میں ایک طرف تو آپ ان کے ساتھ صرف اتنا وہ agreement ہوا کرتا تھا جناب والا! کہ کچھ انتظامی مسائل، کچھ law and order کے مسائل کے ساتھ حکومت کا یہاں ہمارے فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ agreement تھا اور کچھ مسائل پر، باقی وہ self rule کا علاقہ ہے اس میں کسی کو مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے لیکن ہمارے اس پشتون علاقے میں، جناب والا! آپ کا سلوک کیا ہے؟ آپ نے وانا کو bulldoze کیا اور آپ نے خیبر ایجنسی پر operation کیا فوج کا، کس قانون اور کس آئین کے تحت آپ کو یہ اختیارات تھے؟ یہ تو انگریزوں کے قانون ہیں جب سیاسی اختلافات پیدا ہوتے تھے تو انگریز کا یہ طریقہ تھا کہ ان کو سزا دو اور پشتون لوگوں کے گھروں کو جلا دو یہ آسان طریقہ ہے کسی کو مارنے کا جناب والا! اس کے گھر کو جلا دو مال و اسباب کو جلا دو یہ سب سے بڑی سزا ہے خیبر ایجنسی پر آپ نے حملہ کیا مہمند ایجنسی پر آپ نے ابھی حملہ کیا اور مہمند ایجنسی کا تمام کاروبار اور ان کے دوکان bulldoze کیئے آپ ملک میں دوسری جگہ کیوں نہیں ایسا کرتے۔ دوسری جگہ جرائم نہیں ہوتے۔ سندھ میں ابھی مختلف اختلافات ہو رہے ہیں میں سندھ کی اس حوالے سے بات نہیں کر رہا لیکن آپ کسی کے گھر کو bulldoze کریں گے آپ کو کوئی اجازت دے گا۔ لاہور میں ابھی امن کے حوالے سے بچوں کے گلے کاٹے گئے لیکن آپ اس تمام محلے کو bulldoze کریں گے۔ ٹھیک ہے، سیاسی اختلافات ہوتے ہیں یا انتظامی مسئلہ ہوتا ہے لیکن جب پشتون کا مسئلہ آتا ہے تو آپ ابھی تک انگریز کے قانون کے مطابق ہماری فوجوں کو ہم پر حملہ آور کرتے ہیں اور ہمارے گھروں کو جلاتے ہیں اور ہمارے بچوں کو مارتے ہیں اور ہمیں سزا دیتے ہیں۔ یہ پوزیشن ہے ابھی آپ نے مہمند ایجنسی پر حملہ کیا اور

ان کو کتنا نقصان پہنچایا میں افسوس سے کہوں گا کہ یہاں مختلف نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں وہ تمام مسئلے کو چھوڑ دیتے ہیں کہ جناب مہمند ایجنسی میں کچھ نہیں ہوا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

جناب والا! میں نے یہاں adjournment motion میں مہمند ایجنسی کا مسئلہ اٹھایا اور یہاں مجھے understanding دی گئی کہ یہ مسئلہ کمیٹی کو ہم پیش کر رہے ہیں لیکن وہاں کمشنر یا ڈپٹی کمشنر آیا انہوں نے کہا کہ وہاں ہم نے بس طے کر لیا ہے۔ کیا طے کیا ہے آپ نے ہماری عزت کا ہمیں کچھ دیا' آپ نے ہمارے تاوان کا ہمیں کچھ دیا اور ہمارے سرو مال کا آپ نے تاوان دیا آپ کو یہ اجازت کون دے سکتا ہے آپ ہمارے بجٹ سے فوج بنا کر ہم پر حملہ آور کریں اور آپ پھر یہ بھی دعویٰ کریں کہ وفاق اور وفاق کا اتحاد اور وفاق کا استحکام یہ خام خیالی ہے۔ اب بھی ہم کہتے ہیں کہ قبائلی علاقے کے بارے میں آپ مہربانی کریں انگریزوں کی فارورڈ پالیسی اختیار نہ کریں وہ سلف رول کا علاقہ ہے۔ ہم مانتے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ وہاں پر جمہوریت ہو اور جمہوری ادارے ہوں لیکن جناب والا! جمہوری اداروں کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ ان کو ان قوانین کے تابع لانا چاہتے ہیں۔ ہماری تجویز یہ ہے ایک با اختیار جرگہ بلایا جائے یا ان کے لوگوں کی ایک conference بلائیں وہ اپنے جرگوں کے لئے اپنا انتظام کریں' اپنا انتخاب کریں ان کو اختیار ملے اور ان جرگوں کے ساتھ آپ کا تعلق اتنا ہو کہ اگر امن و امان کا کوئی مسئلہ ہو تو ان جرگوں کے ساتھ بات کریں ان جرگوں کے ساتھ فیصلہ کریں اور پھر ان علاقوں میں کوئی مداخلت نہ کریں۔ ابھی ہمارے لوگوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ہم وہاں جائیں گے اور جلسے کریں گے ہم متفق ہیں کہ جلسے کریں لیکن جلسے کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہاں کے sef rule کو ختم کر رہے ہیں۔ آپ جلسے کریں وہاں قبائل کے لوگ بیٹھ کر اپنے ادارے اپنی کونسل بنائیں اور انتخابات کے ذریعے منتخب ہوں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ fundamental rights بنیادی حقوق خود اپنے علاقے کے لوگوں کو دیں لیکن آپ نے ایک طرف ان کو ایف سی آر میں ملوث کیا ہے اور ان کو مارتے ہیں۔ دوسری طرف آپ نے یہاں لوگوں کو چھوڑا کہ آپ وہاں جائیں جلسے کریں اور پھر ہم کو موقع دیں کہ ہم ان کے تمام self rule جو ہیں ان کو ختم کریں۔ یہ ہے آپ کی پالیسی؟ اور یہ وفاق کے استحکام اور وفاق کے اتحاد کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! میں پھر اس بات کی تکرار کرتا ہوں کہ قبائلی علاقے میں جمہوریت اور

بنیادی حقوق کے لئے ان کے با اختیار ادارے بنائے جائیں ان کے جرگوں کو آپ ایسا compose نہ کریں کہ آپ جرگے کے institution کو پولیٹیکل ایجنٹ کے دروازے پر بٹھا کر آپ کام لے رہے ہیں..... نہیں، جرگے کو با اختیار کر کے ان کو وہ اختیارات خود دے دیں تاکہ آپ کے ساتھ جو بھی مسائل ہوں وہ نبھائیں۔ اگر ہم نے وفاق کو مضبوط کرنا ہے تو وفاقی یونٹ اور ہم پشتونوں کے حقوق کا خیال رکھنا ہو گا۔

جناب والا! یہاں کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ وفاق کے معنی کیا لے رہے ہیں؟ یہاں تمام جو بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں انکے سامنے بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ یہاں وفاق کے معنی یہ ہیں کہ لاہور کے جو مفادات ہیں وہ وفاق کے مفادات ہیں، کراچی کے جو مفادات ہیں وہ وفاق کے مفادات ہیں اور باقی انکے مفادات جو ہیں وہ وفاق کے مفادات نہیں ہیں۔ یہاں ایسی سیاست کی جا رہی ہے جو لاہور کے مفادات ہیں وہ اسلام کے مفادات ہیں، جو کراچی کے مفادات ہیں، وہ اسلام کے مفادات ہیں باقی جو وفاق کے یونٹ ہیں ان کے مفادات غیر اسلامی ہیں۔ وہ پاکستان کی دشمنی پر مبنی ہیں یہ فکر یہ سیاست اگر ہم کریں گے جیسے اس تمام address سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور تمام history سے ظاہر ہوتا ہے اگر یہ بات ہو گی تو اس کا اچھا نتیجہ کبھی نہیں نکلے گا۔ جناب والا! وفاق کے بارے میں ہماری ہی تجاویز ہیں ان کو نظر میں رکھا جائے۔ ہمارے مفادات، ہمارا پانی اور ہمارے دوسرے وسائل پر آپ ایسے قبضہ نہ کریں۔ جب آپ قبضہ کریں گے، ہمارے بچوں کو بھوکا ماریں گے جس کے بعد آپ کہیں کہ بھائی چارہ ہو تو ایسا نہیں ہو گا۔

اس کے بعد میں particularly خارجہ پالیسی کی طرف آ رہا ہوں۔ ہم وفاق ہیں خارجہ پالیسی ہمارے ملک کی ہونی چاہئے۔ جناب والا! یہاں پہلے دن سے ایسی خارجہ پالیسی بنائی گئی ہے آیا وہ لاہور کے مفادات کے تحت ہے یا نہیں؟ بڑے ادب سے میں پھر بات کر رہا ہوں اگر لاہور کے مفاد کے تحت خارجہ پالیسی ہے تو پاکستان کے مفاد کے تحت ہے تو وہ اسلام کے مفاد کے تحت ہے اگر کوئی خارجہ پالیسی ملک کے تمام units کے مفاد کے تحت ہے تو وہ خارجہ پالیسی اسلام کے بھی خلاف ہے اور پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ یہ یہاں فکر ہے۔ ۔ یہ یہاں سیاست ہے ابھی صدر محترم نے کہا کہ کچھ ایسے مسائل ہوتے ہیں جہاں

ہمیں متفق ہونا چاہئے ہم مانتے ہیں it should be یہ صحیح ہے لیکن وہ کون سے مسائل صدر محترم نے افغانستان کا مسئلہ بتایا۔ افغانستان پر ہمیں متفق ہونا چاہئے کیسے متفق ہونا چاہئے؟ جناب والا! ہم پشتون ہیں ہم افغان ہیں۔ افغانستان کے ساتھ دوسرے لوگوں کے علاوہ اسلامی رشتہ ہے' عربوں کے ساتھ ہمارا اسلامی رشتہ ہے' فارس کے ساتھ ہمارا اسلامی رشتہ ہے اور افریقہ کے ساتھ ہمارا اسلامی رشتہ ہے لیکن افغانستان کے ساتھ ہمارے اسلامی رشتہ کے علاوہ بالکل قومی رشتہ ہے اور ہم اس وفاق کا حصہ ہیں بلکہ میں یہ کہوں کہ tribal رشتہ ہے اندازہ لگائیں! پشاور کی تمام valley جو ہے پشتون کی جو Tribe ہے یہ یہاں بھی ہیں اور کابل میں بھی ہے کوئٹہ میں کاکڑ' اچکزئی' درانی اور دوسرے یہ Tribe ہمارے ژوب میں بھی ہیں' کوئٹہ میں بھی ہیں' قندھار میں بھی ہیں' کابل میں بھی ہیں اور غزنی میں بھی۔ ہمارا اتنا قریبی رشتہ ہے۔ آیا ہماری خارجہ پالیسی میں ہمارے مفادات کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا۔ اگر آپ ایسی پالیسی بنائیں گے جن میں ہمارے تمام مجموعی مفادات کو نظر میں نہ رکھیں تو درست نہیں ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک ہیں ان کے ساتھ رشتے ہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی میں یہ ہونا چاہئے کہ ہم پڑوسی ملکوں کے ساتھ تعاون کریں گے اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات بنائیں گے ان پڑوسیوں میں افغانستان ہمارا ایک خاص پڑوسی ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں خارجہ پالیسی پر متفق ہونا چاہئے۔ لیکن جناب والا! کون سی خارجہ پالیسی...... مارشل لاء کی خارجہ پالیسی...... یہ پالیسی کس پارلیمنٹ کی تھی؟

ہم افغانستان کے بارے میں دوسری تفصیلات میں نہیں جائیں گے۔ افغانستان میں انقلاب آیا' ہمارے بزرگوں نے کہا کہ وہاں جب انقلاب آیا۔ ۔ 27 اپریل 1978ء کو وہاں پر انقلاب آیا اور اسی دن سے ہم آپ کو بتا دیتے ہیں سپن بولتک میں جناب والا! زابل کے province میں' ہمارے نزدیکی صوبے پکتیا میں اور افغانستان کی تمام پوسٹوں پر یہاں سے حملہ ہوا۔ جناب والا! ہم نے دیکھا' ہمارے لوگ تھے...... حملہ ہوا۔ وہاں کے تمام جو لوگ تھے ان کو لوٹ لیا گیا۔ آپ بالکل exact date مانگنا چاہتے ہیں تو ہم date دے دیں گے...... حملہ کیا...... اور پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ ہماری پاکستان کی اپنی پالیسی ہے۔ ۔ وہ پاکستان کی پالیسی نہیں ہے۔ پاکستان کی پالیسی تمام

فیڈریشن کی پالیسی ہونی چاہئے۔ وہ پالیسی کچھ interested لوگوں کی ہے۔ اگر کوئی پالیسی آپ لاہور میں بنائیں گے اور آپ کے یہ interest کے مطابق ہو کہ ہم وہاں قبضے کریں۔ اگر آپ کا یہ ارادہ ہے کہ آپ علاقوں میں قبضے کریں آپ کہتے ہیں کہ یہ اسلام کی پالیسی ہے' یہ پاکستان کی پالیسی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ نہ اسلام کی پالیسی ہے' اور نہ ہی پاکستان کی پالیسی ہے۔ وہاں حملے ہوئے' 1978ء میں' میں عرض کر رہا ہوں کہ مسلسل...... یہاں سے پلاننگ ہوئی' یہاں سے اسلحہ بھیجا گیا' مداخلت آپ نے کی' یہاں ہمارے بزرگوں نے کہا کہ جی' وہاں حالات turbulent آپ رکھنا چاہتے ہیں' اب نئے مسائل کو حل کرنے کی جو تجاویز ہو رہی ہیں' آپ turbulent رکھنا چاہتے ہیں...... turbulent کس نے کیا۔۔ جب آپ نے وہاں پر اس پر حملے کئے' ان مسلسل حملوں کے باوجود انہوں نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا' ان کا کیا ردعمل رہا...... ان کا ردعمل آپ کو پرامن مذاکرات کی دعوت رہا ہے۔ آپ Sovient Union کی فوجوں کی باتیں کر رہے ہیں' ٹھیک ہے آپ اس کو پراپیگنڈہ کے طور پر استعمال کرتے جائیں لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ سویت یونین کی فوجیں 1979 میں آئی تھیں۔ میں آپکو یاد دلاتا ہوں کہ اگر آپ یہاں کہتے ہیں کہ سعودی عرب والوں کو عراق کے خلاف امریکی فوجوں کو بلانے کا حق ہے تو اسی طرح کیا افغانستان والوں کو اپنے دفاع کے لئے Soviet Union کی فوجیں بلانے کا حق نہیں ہے اور باتیں ہیں جو آپ کر رہے ہیں۔

جناب والا! وہاں Soviet Union کی فوجیں 1979ء میں آئیں اور اس کے باوجود ہمارے ساتھ اچھا سلوک ہوا' ہمارے ملک کے ساتھ اچھا سلوک ہوا' مذاکرت ہوئے' ہمارے ساتھ مذاکرات ہوئے' جینوا کا معاہدہ ہوا۔ جینوا کے documents میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے یہ جو دو ملک ہیں' یہ ایک دوسرے کے ساتھ peaceful co-existence کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور اگر ہمارے مابین کوئی تنازعہ ہو تو ہم اس کے لئے مذاکرات کی table پر آتے ہیں۔ یہ چیز ہے' آپ کو انہوں نے یہ دیا ہے۔ اس کے باوجود ان کے ضامن جو ہیں اور جن کے اہتمام پر یہ معاہدہ ہوا یعنی United Nations تو اس مداخلت کے باوجود انہوں نے کوئی ردعمل نہیں کیا۔ جب کہ آپ نے تمام افغانستان کا قتل عام کیا۔ آپ نے ان کی عزت کو لوٹا' یہاں ان کے کیمپ

قائم ہیں، کیا یہاں ان کے جو torture کیمپ ہیں ان کے بارے میں آپ کو علم نہیں ہے......

اخونزادہ بہرہ ور سعید : Question

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! اس کے باوجود جنیوا معاہدہ ہوا اور جنیوا معاہدے میں...........

(مداخلت)

قاضی حسین احمد : جناب والا! مندوخیل صاحب! حقائق کے خلاف بات کر رہے ہیں جب کہ روسیوں نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے افغانستان میں آنے کی غلطی کی تھی۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : گچکی صاحب،

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! حالانکہ عبدالرحیم مندوخیل صاحب کی تقریر کے بہت سے حصوں سے مجھے بھی اختلاف ہے لیکن چونکہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہم حتی الوسع یہی کوشش کریں گے کہ point of order نہیں اٹھائیں گے بلکہ اگر ہمیں کوئی اختلاف ہے تو question کے الفاظ جو کہ ہم سینٹ میں استعمال کرتے ہیں وہ استعمال کریں گے۔ یعنی کہ ہمیں اس پر اعتراض ہے لیکن ہم تو ہر روز ان دونوں معزز اراکین کی تقاریر سنتے اور ان سے بڑے احترام سے کہتے ہیں کہ اگر انہیں، مندوخیل صاحب کی تقریر سے اختلاف ہے تو انہیں disturb نہ کریں بلکہ اپنی تقریر میں جو کہنا ہے کہہ لیں۔ مجھے ان کی جس تقریر سے اعتراض ہے میں اپنی تقریر میں ان کا جواب دوں گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے جی، تشریف رکھیں No point of order.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : تو جناب والا! جنیوا معاہدہ ہوا اس میں دو بنیادی باتیں تھیں کہ Soviet Union سے آپ کو خطرہ ہے اس لئے وہ واپس چلا جائے۔ دوسرا

یہ کہ جو لوگ یہاں آئے، جن کے لئے ہم ریفیوجی "refugee" کا لفظ استعمال نہیں کرتے، نہ یہ مجاہد ہیں اور نہ ہی مہاجر ہیں، ان کے بارے میں معاہدہ میں لکھ لیا کہ ان کو ہم پرامن طریقے سے جہاں بھی وہ جانا چاہیں، بھیجیں گے۔ یہ دو بنیادی باتیں تھیں۔ یہ کہ ان سے آپ کو خطرہ تھا اور تکلیف تھی، اس کے بارے میں انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ اس کے باوجود جب جناب والا! Soviet Union کی فوجیں وہاں سے نکلیں تو ان کے نکلنے کے ساتھ ہی آپ نے جلال آباد پر حملہ کیا۔ جناب والا! اس کی اجازت آپ کو کون دے سکتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ آپ بڑے طاقت ور ہوں گے۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ شاید آپ کے پاس طاقت ہو۔ ہمارے پاس شاید ہو کہ ہم لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کریں اور اس کے باوجود، ہم محفوظ ہوں۔ لیکن جناب والا! یہ انٹرنیشنل قانون ہے کہ جہاں پر آپ اڈے بنائیں گے ان اڈوں پر حملہ کرنا، اس حکومت کا حق ہے۔ نہیں استعمال کیا تو الگ بات ہے۔ آپ کے ہاں غلط picture دے رہے ہیں کہ ایسا آپ کی طاقت سے ہوا۔ یہاں Soviet Union کی بات کی گئی ہے۔ انہوں نے صرف یہ بتایا ہے کہ ہم نے اس طرح سے امداد دے کر غلطی کی ہے حالانکہ دوسری طرح سے امداد دے سکتے تھے لیکن ہم نے ایسے امداد کی جس کو لوگوں نے غلط پراپیگنڈہ کی شکل میں استعمال کیا۔ آج بھی Soviet Union اس بنیاد پر وہاں پر نہیں گئے کہ انہوں نے اس طرح امداد دے کر غلطی کی تھی بلکہ انہوں نے یہ غلطی کی کہ technically---

قاضی حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ حقائق کو غلط انداز میں پیش کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ سے کہا کہ "کوئی point of order نہیں ہو گا" قاضی صاحب! آپ point نوٹ کر لیں اور۔

سید اقبال حیدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر، یہ زیادتی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اس طرح تو کسی کی تقریر نہیں ہو سکے گی اور آپ لوگوں کی باری نہیں آئے گی۔ No point of order please

(مداخلت)

آپ کی جو بھی ان کی تقریر سے مخالفت ہے' وہ نوٹ کر لیں اور اپنی تقریر میں اس کا جواب دیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میں درخواست کروں گا کہ قاضی صاحب کو دوبارہ ٹائم دے دیں' وہ پہلے تقریر کر لیں ہم اس کے بعد تقریر کر لیں گے۔

ایک معزز رکن : وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! وہ بالکل کر سکتے ہیں۔

قاضی حسین احمد : میں جناب صرف تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ Soviet Union کے نام سے دنیا میں کوئی ریاست وجود نہیں رکھتی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جی' ہم اس پر آ جائیں گے' یہ باتیں بھی یہاں آ جائیں گی۔ جناب والا! بات یہ ہے اور اصل میں میرا مقصد یہ ہے کہ ہم ایسی پالیسی بنائیں کہ ہم ملک کو کسی خطرہ سے دوچار نہ کریں۔ ہم نے مسلسل مارشل لاء کی پالیسی کے تحت حملہ کیا ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ کسی نے ہمیں جواب تک نہیں دیا' یہ اور بات ہے کسی نے بات کی ہے کہ Soviet Union اتنا بڑا تھا کہ کچھ نہیں کر سکا' لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کے پاس جو آج قازقستان کے صدر آئے ہیں' ان کے پاس 2000 ہزار ایٹم بم ہیں اور جس ایٹم بم کے لئے آپ ابھی تک دوسرں کے دروازوں پر پھر رہے ہیں' لیکن انہوں نے یہ طاقت رکھتے ہوئے بھی اسے استعمال نہیں کیا' یہ ان کی اپنی عقل سلیم تھی۔ یہ آپ کی اپنی عقل سلیم نہیں تھی اور آپ نے تو مسلسل "آ بیل مجھے مار" کی بات کی ہے اور آج بھی کر رہے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : Question

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : تو یہ صورت حال تھی۔ جناب والا! اس تمام مداخلت کے باوجود اور کون کہتا ہے کہ ہم نے مداخلت نہیں کی۔ جناب والا! ہمارے یہاں ان کے کیمپ ہیں ہمارے فوجی' I.S.I. والے' 'Spanbanduk' میں ان کے کرنل

صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہر جگہ ان کے کرنل بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ باقاعدہ لڑ رہے ہیں' کون کہتا ہے کہ ہم نے مداخلت نہیں کی۔

<u>اخونزادہ بہرہ ور سعید :</u> Question

جناب والا! اگر آپ اجازت نہ دیں تو کیا کریں۔ کم از کم حکومت پاکستان کو اس میں involve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' جس کی ہم تردید کرتے ہیں' اور اس کی پرزور تردید کرتے ہیں' یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں' یہ بالکل صریحاً غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

<u>جناب عبدالرحیم خان مندوخیل :</u> جناب والا! ایسی پالیسی آپ کو بنانا ہو گی جس میں ہمارے مفادات کا خیال رکھنا ہو گا۔ ایسا نہیں ہو گا کہ آپ اپنے اختیارات سے ہمیں خطرے میں ڈالیں گے۔ یہ اجازت ہم آپ کو نہیں دیں گے۔

<u>اخونزادہ بہرہ ور سعید :</u> جناب والا! پالیسیاں ہمیشہ ملک و قوم کے لئے بنتی ہیں یہ ان کو سوچنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے۔

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین :</u> یہ باتیں آپ اپنی تقریر میں کہہ سکتے ہیں۔

<u>جناب عبدالرحیم خان مندوخیل :</u> جناب والا! ہماری منظوری کے بغیر کوئی پالیسی نہیں بن سکتی۔ اپنے مفادات کے خلاف کسی پالیسی کو نہیں بننے دیں گے۔ یہ آپ کو یاد رکھنا ہو گا جناب والا! اس کے باوجود United Nations والے لگے ہوئے ہیں کہ حالات ٹھیک ہو جائیں۔ جناب والا! جینوا معاہدے میں خاص بات یہ تھی کہ افغانستان کا جو خارجہ مسئلہ ہے اس کے حل کا طریقہ بھی نکالا جائے' وہ انہوں نے اس کے بارے میں آپ کو لکھ کر دے دیا ہے۔ لیکن آپ کیوں اس میں الجھاتے ہیں۔

اب جناب والا! میں Law and order کے مسئلہ پر بات کروں گا۔ یہاں Law and order کا مسئلہ پیدا ہوا ہے' اسلحہ کا مسئلہ پیدا ہوا ہے' یہ مسائل یہاں پیدا ہوئے ہیں لیکن میں ان مسائل کو فی الحال چھوڑتا ہوں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ United Nations کا ایک فارمولا ہے کہ افغانستان کے لوگ' افغانستان کی گورنمنٹ' نجیب اللہ کی گورنمنٹ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کوئی فیصلہ کرے اور اس کے لئے انہوں نے پیش کش کر دی ہے کہ آؤ' مذاکرات کریں۔ آپ بھی یہاں ہمیں کہتے ہیں کہ کوچوں میں

نہ جائیں جی! پارلیمنٹ میں بات کریں۔ ابھی لانگ مارچ کیوں شروع ہوا یہ خطرناک ہے لانگ مارچ' اور افغانستان کی اپوزیشن کو آپ نے میزائل دیئے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ افغانستان کی اپوزیشن ٹھیک کر رہی ہے اور ہماری اپوزیشن کو آپ کہتے ہیں کہ لانگ مارچ بڑا خطرناک ہے جلسہ خطرناک ہے جلسہ نہ کریں۔ جلوس نہ نکالیں پارلیمنٹ میں آئیں۔ افغانستان کے ڈاکٹر نجیب اللہ کہتے ہیں کہ آؤ ہم پارلیمنٹ سے بھی بات کرتے ہیں لیکن آپ نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ اور ہمارے بزرگ جو ہیں وہ یہاں helicopter میں پھر رہے ہیں کن کا helicopter تھا میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں اگر افغانستان کا helicopter ہے تو یہ آپ نے پاکستان کو خطرے میں ڈالا ہے اس کو یہ حق ہے کہ اس helicopter کے ذریعے اپنا حق استعمال کرے............

قاضی حسین احمد : نکتہ ذاتی وضاحت!

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب مندوخیل صاحب ذرا تقریر میں محدود رہیں......

قاضی حسین احمد : میڈم چیئرمین صاحبہ point of personal exaplanation

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی قاضی صاحب۔

(مداخلت)

قاضی حسین احمد : جی جناب چیئرمین صاحبہ! سینٹ میں یہ بات بار بار آئی ہے اس لئے مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اس کی وضاحت کر دوں کہ افغانستان کا جو helicopter ہو گا چاہے اب مجاہدین کے قبضے میں ہو اس کو میں افغانستان کی امانت سمجھتا ہوں میں کبھی بھی افغانستان کے کسی بھی helicopter کو پاکستان میں لانے کا حامی نہیں ہوں نہ میں نے یہ کام کیا ہے اور نہ میں افغانستان کا کوئی helicopter استعمال کر رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جناب' تشریف رکھیں! جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں لیکن متنازعہ امور میں نہ جائیں۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : controversial خارجہ پالیسی ہے جناب! جب foreign پالیسی ہے تو اس میں مجھے بات کرنی ہے جناب...........

مولانا سمیع الحق : پوائنٹ آف آرڈر helicopter مال غنیمت مجاہدین کو اللہ نے دیا ہے جس کو چاہیں دے دیں......

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب no point of order تشریف رکھیں جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب!

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : مال غنیمت جناب والا! یہ بات ہے۔ اصل بات یہ ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس مال غنیمت سے ہمیں خطرے میں نہ ڈالیں۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب اس مال غنیمت سے ہمیں خطرے میں نہ ڈالیں یہ مال غنیمت کسی اور کا بھی ہے اور اس میں آپ نے پھر دیکھا۔ جناب والا! ہماری عرض یہ ہے کہ یہ خارجہ پالیسی اور بھی یہ لوگ پھر رہے ہیں کہ جی ہم افغانستان کو فتح کریں اور یہی نہیں بلکہ ہم نے قازقستان تک جانا ہے یعنی آپ اگر یہ پالیسیاں بنائیں گے اور آپ جو ہیں colonial قبضے کرنا چاہتے ہیں تو جناب والا! یہ خطرناک ہے۔ اگر آپ دوستی اور برابری کی بنیاد پر تعاون کرنا چاہتے ہیں تو یہ پالیسی ہماری ہونی چاہئے۔ اگر آپ کی یہ پالیسی ہے کہ افغانستان کو فتح کر کے پھر آگے جائیں گے تو آپ اپنے لئے خطرے ڈھونڈ رہے ہیں۔

جناب! یہاں یہ بات ہو رہی ہے کہ آپ افغانستان کو turbulent ' رکھ رہے ہیں turbulence تو یہ ہے کہ آپ اب بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں اس بات کی پھر تکرار کروں گا explanation کے باوجود کہ تمام پریس نے یہ دیا ہے کہ یہاں پھر رہے ہیں یہ استعمال کر رہے ہیں وہ استعمال کر رہے ہیں اور جیسا کہ ہمارے بزرگ نے کہا کہ آپ وہاں سے مال غنیمت لا رہے ہیں۔ تو یہ چیزیں...... جناب والا! اس کے باوجود 'انہوں نے امن کا پیغام دیا۔ بات کرتے ہیں ہم کہتے ہیں جناب والا! کہ آپ نے لوگوں کو یہاں رکھا اور نام دیا گورنمنٹ کا' ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ جناب والا! مہربانی کر کے قبضوں کی پالیسی کو چھوڑ دیں۔ تعاون کی بات کریں ایک دوسرے کے باہمی فائدے اور سوچ کی بات کریں لیکن اگر آپ کا قبضوں کا خیال ہے جناب والا! اور عام slogan ہے یہاں پر کہ برلن کی

دیوار گر گئی تو اس کے ایک پہلو پر بعد میں بات کروں گا لیکن برلن کی دیوار گرائی یہ کوئی پوچھے کہ برلن کی دیوار بنی کیوں تھی؟ یہ اس لئے بنی کہ ہٹلر نے یہ فیصلہ کیا کہ فرانس سکنڈے نیویا، ناروے اور سولہ ملکوں پر حملہ کیا اور ان کو فتح کیا لہذا یورپ کے ملکوں نے اسے تقسیم کیا۔ برلن کو کس نے تقسیم کیا؟ ہٹلر کی پالیسی نے تقسیم کیا۔ آج برلن کی دیوار گرنے کا مسئلہ نہیں ہے چار حصوں میں برلن کو کس نے تقسیم کیا؟ جب آپ لوگوں کے علاقوں کو تقسیم کریں گے قبضے کریں گے تو آپ یہ سوچیں گے تو برلن تقسیم ہو گا۔ آج اگر وہ اس کے بعد متحد ہو گئے تو بعد کا مسئلہ ہے اور واقعی قومیں پھر بھی متحد ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان کی غلط لیڈر شپ نے دنیا پہ حملہ کیا ملکوں پر قبضہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔

ابھی یہاں جو آپ کی پالیسی ہے کہ ایک طرف آپ وہاں جارہے ہیں اور کہتے ہیں کہ افغانستان پر حملہ کریں گے دوسری طرف آپ اور بھی اعلان کر رہے ہیں کہ فلاں جگہ پہ ہم حملہ کر رہے ہیں۔ ادھر بھی اور ادھر بھی ہم حملہ کریں گے بلکہ ابھی تو آپ نے یہاں یہ پالیسی بنائی ہے کہ الجزائر تک نہ چھوڑیں۔ جناب والا! یہ پالیسی پاکستان کی نہیں ہے یہ پالیسی پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں ہم اخلاص سے بات کر رہے ہیں یہ پاکستان کے وفاق کے فائدے کے لئے نہیں ہے۔

اور یہی چیز آپ دوسری side یہ لے لیں کہ آپ نے عراق کے لئے کیا کیا، ہم کہتے ہیں کہ ہم وہاں خانہ کعبہ کے دفاع کے لئے گئے ہیں جبکہ ہماری فوجیں عراق کے border پر پڑی تھیں کیوں اور کس نے آپ کو اجازت دی؟ کیا آپ کے پاس ایسی دشمنی مول لینے کے لئے گنجائش ہے؟ نہیں ہے کوئی آپ point of no return تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اور ابھی آپ کہتے ہیں کہ یہاں ہمارے پشتون لوگ آئے ہوئے ہیں ان کو نکالیں۔ تو آپ نے جب ان کو رکھا ہے، منظّم کیا ہے اور ان سے آپ کابل کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو یہ مسئلہ تو ہو گا میں ابھی بھی اس ہاؤس کے سٹیج سے یہ request کروں گا کہ یا تو ان کو چھوڑا جائے کہ وہاں اپنے گھروں کو جائیں اور آباد ہوں اور پرامن مذاکرات کریں یا ان کو یہاں شہریت دی جائے۔ وہ ہماری پشتون سرزمین پر موجود ہیں ان کا یہ حق ہے اور آپ ایک side سے افغانستان کو فتح کرنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف سے آپ ان

کو استعمال کر کے ان کو ڈنڈے بھی دے رہے ہیں تلاشیاں بھی کر رہے ہیں ان کو بے عزت بھی کر رہے ہیں۔

جناب والا! یہ آپ کی colonial خارجہ پالیسی اور قبضوں کی خارجہ پالیسی یہ نہیں چل سکتی۔ اس میں نقصان ہے۔ اسی خارجہ پالیسی کے حوالے سے میں کہوں گا کہ کل میرے ایک محترم بزرگ نے کہا اخبار میں کہ ظالم اور جابر لوگ عراق سے سبق سیکھیں۔ تو جناب والا! ٹھیک ہے ہم عراق کے بارے میں یہ بات کریں گے کہ عراق کو کویت پر قبضہ نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن اگر اسرائیل والے عرب کی سرزمین پر قبضہ کریں آیا یہ قانون اس کے لئے نہیں ہے؟ یہ زور کا قانون نقصان کا قانون ہے۔ اور آپ ظلم کے خلاف بات کر رہے ہیں تو کیا یہ صرف عراق کے لئے ہی ہے یا اسرائیل کے لئے بھی ہے؟ نہیں ہے تو میں آپ کی توجہ سیدہ عابدہ حسین کے بیان کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ اس نے کہا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کریں یہاں وضاحت آئی کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا ہے جناب والا! اصل حقائق یہ ہیں یہ پالیسی تھی یہ اسرائیل کے حق میں تھے اور یقیناً جناب والا! ان کا inner heart جو ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کیا جائے......

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! ایک چہرہ ناشنا سا ہے ہاؤس میں تو ان کا ذرا تعارف کرا دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب! یہ آپ کے Advisor ہیں Establishment کے۔

حافظ حسین احمد : یہ بیٹھ سکتے ہیں ایوان میں؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ہاں ' یہ بیٹھ سکتے ہیں۔

حافظ حسین احمد : نہیں بیٹھ سکتے ہاؤس میں ' نہیں بیٹھ سکتے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بیٹھ سکتے ہیں جی ' ہاؤس میں ' آپ تشریف رکھیں۔

سید اقبال حیدر : نہیں ' انہوں نے oath نہیں لیا ہے آئین کے مطابق Advisor کا ' اس لئے یہ نہیں بیٹھ سکتے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : تو جناب والا! خارجہ پالیسی میں United Nations کے بہانے عرب میں مداخلت عراق پر حملہ یہ ہماری پالیسی نہیں ہے ہمارے ملک کے مفاد میں پالیسی نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب مندوخیل صاحب وقت کا خیال رکھیں کل سے آپ لگے ہوئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : ہم مشرقی ممالک، جنہوں نے یورپ پر قبضہ کیا تھا۔ جناب والا! ان کی ساری خودی اس طریقے سے نہیں آئے گی کہ آپ Privatisation کریں۔ آپ public property ابھی اونے پونے فروخت کر رہے ہیں۔ یعنی جو پبلک پراپرٹی ہے وہ آپ کے فروخت کرنے کے بعد، آخر میں کیا ہو گا؟ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ بھی چلا جائے گا۔ اور اس کے بعد ابھی آپ کو معلوم ہے۔ جناب وزیر خزانہ نے اس دن بیان دیا ہے۔ بعد میں انہوں نے انکار کیا لیکن انہوں نے وہ اصل بنیادی بیان صحیح ہے۔ انہوں نے واضح کہہ دیا کہ ہمارا خزانہ خالی ہے۔ ایک سو پچاس ارب جناب والا! سال کے ریونیوز تھے ہمارے اس میں سے اسی ارب ہمارے پرانے قرضے میں اور اس کے سود میں سترہ ارب اور۔ ایک سو پچاس ارب یہ دو مد میں ختم۔ باقی رہ گئے ایک سو چار ارب ایک سو چار ارب میں سے چودہ ارب یہ ہماری جو پبلک پراپرٹی کی Corporations ہیں، ان کی آمدنی تھی۔ یعنی نوے ارب روپے کے جناب والا! ہم مقروض ہیں۔ ابھی یہ کیوں روزگار نہیں دے رہے۔ تمام تنخواہیں قرضے سے ہیں۔ اس حالت میں بھی اگر آپ پبلک پراپرٹی کو فروخت کریں گے جناب والا! تو پھر آپ کے پاس کیا رہ جائے گا۔

اب بھی جیسا کہ جناب وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا اور صحیح فرمایا کہ ہم پندرہ فیصد سود پر لیتے ہیں ان پر بھی ہم اپنے treasury bonds فروخت کرتے ہیں۔ جب یہ حالت ہے تو آپ اس ملک کے لوگوں کو جائیداد کو فروخت کرتے ہیں؟ پھر اسے فروخت کرنے پر آپ کتنا تکیہ کریں گے۔ لوگوں کو بیروزگار بھی کریں گے اور اس سے دوسرا سوشل بحران بھی پیدا ہو گا۔ جیسا کہ ابھی یہ cooperative میں ہوا ہے۔ کواپریٹو کے سکینڈل میں، جناب والا! میں انہیں سادہ زبان میں کہوں گا کہ یہ چھوٹے چھوٹے بینک ہیں۔ وہ سب بینک ان لوگوں نے لوٹ لئے۔ اب جو ہماری باقی پبلک پراپرٹی ہے اس کے بینک کو بھی لوٹ لیں گے اور پھر کہیں گے کہ بس۔ پھر کیا ہو گا جناب والا! اور پھر جناب صدر محترم نے خود فرمایا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مناپلی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ فلاں ہو۔ جناب والا! monoply تو ہو گی۔ سرمائے

کا یہ قانون ہے کہ accumulation اس کا قانون ہے۔ monoply ہو گی۔ اس monoply کے دوسرے نقصانات کے علاوہ جناب والا! میں پھر بحیثیت مظلوم قوم کے اس کی بات کر رہا ہوں کہ ان لوگوں کے لئے کیا رہ گیا وہ کیا انڈسٹری لگائیں گے۔ monoply جب تمام انڈسٹری، بینکوں اور فنانشل اداروں کی اور تمام پر جب اس کی اجارہ داری ہو گی، ملکیت ہو گی وہ centeralize ہو گا ایک صوبے میں۔ باقی لوگ کیا کریں گے۔ آیا وہ اپنے طور پر کوئی انڈسٹری لگا سکیں گے۔ ہم تو نہیں لگا سکتے۔ نتیجہ کیا ہو گا؟ ہم اسی طرح پسماندہ کے پسماندہ رہیں گے۔

جناب والا! Soviet Union کی طرف آ رہا ہوں اس حوالے سے۔ privatisation کے حوالے سے۔ آج قازقستان کے صدر یہاں آئے ہیں۔ ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ بلکہ تمام ملک، بلکہ کہوں گا کہ تمام اسلامی دنیا میں کون سا وہ ملک ہے جس کے پاس دو ہزار ایٹم بم ہیں جناب والا! آیا privatisation والا ملک ہے جن پر Americans اور انگریزوں نے قبضہ کیا تھا۔ وہاں! وہاں تو آج بھی جناب والا! عام ٹیکنالوجی کے بارے میں کہتے ہیں کہ سمگلنگ ہو رہی ہے۔ سمگلنگ سے لا رہے ہیں ہمارے قدیر صاحب کے لئے وہ سامان۔ اخباروں میں کہتے ہیں۔ اور یہاں یہ جناب والا! پبلک پراپرٹی کے اصول کے تحت وہ اتنے establish ہوگئے کہ آج دنیا میں، مجھے یاد نہیں ہے کہ اس دنیا میں ایٹمی طاقتیں کتنی ہیں۔ ان ایٹمی طاقتوں میں واحد اسلامی ملک ہے اور وہ قازقستان ہے۔ قازقستان پبلک پراپرٹی سے بنا تھا۔ پرائیویٹ پراپرٹی کا تو یہ ہمارا انجام ہے جو ہم مسلسل بھوکے مر رہے ہیں۔ ہماری تعلیم کا انتظام نہیں ہے۔ ہماری کیا پوزیشن ہے؟ جناب والا! یہاں لوگ کہتے تھے کہ فکری انقلاب۔ جناب والا! فکری انقلاب یہ آیا ہے۔ پبلک پراپرٹی کے خلاف privatisation کا، monoply کا، استحصال کا، بیروزگاری، استحصال اور monoply۔ یہ اس کے بنیادی نتائج ہوں گے۔

اور ایک بات مجھے پسند آئی جناب والا! یہاں جو اسٹیبلشمنٹ کے آرڈیننس پیش ہوئے تھے اور یہاں سے جو پاس ہوئے، قومی اسمبلی نے پاس نہیں کئے۔ میرے خیال سے وہ شاید حکومت سمجھ گئی ہے کہ ہم خطرناک ہوتے جا رہے ہیں۔ ورنہ حکومت اپنا بل کیسے lapse کروا سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے اور حکومت کو کچھ احساس ہوا ہے کہ یہ ایک غلط راہ

پر جار ہے تھے۔ یا جیسے ابھی یہ Terrorist Act تھا۔ یہ اگر ان کو احساس ہوا ہے کہ ہم غلط راستے پر جا رہے ہیں تو اس پر ہم خوش ہوں گے۔ یہاں ہمارے بزرگوں نے کہا ہے کہ privatisation کا بل جو ہے یا وہ Management Establishment وہ کیا تھا۔ اس کا نام ہے "Manage Establishment Ordinance" یہ جناب والا! یہاں سے جا کر وہاں lapse ہوا۔ اسی طرح Terrorist Act یہاں جناب والا! لوگ کہتے ہیں کہ پھر لائیں گے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ ایسے کام نہ کئے جائیں۔ بلکہ یہ جو ہماری پبلک پراپرٹی ہے۔ اسے تحفظ دیا جائے اور اسے democratic بنایا جائے۔ ان کو ایسے competition میں ڈالا جائے کہ اس سے ان کی progress ہو۔

جناب والا! یہ ہیں وہ بنیادی باتیں۔ بہرصورت ہم اقتصادی پالیسی کے بارے میں متفق نہیں ہیں۔ ہماری اقتصادی پالیسی بالکل دیوالیہ ہے۔ خارجی طور پر محبوب الحق صاحب نے جو پالیسیاں پہلے بنائی تھیں۔ کچھ دنوں پہلے بات کی تھی اور وہ صحیح بات کی تھی کہ...... اس کا نتیجہ مناپلی ہوگا۔ اور اب بھی جناب والا! باقی social sector میں کیا ہے؟ صدر صاحب نے خود فرمایا ہے کہ سوشل سیکٹر میں ایجوکیشن کے لئے دو فیصد۔ صحت کے لئے اس سے کم۔ سوشل سیکٹر کے دوسرے سیکٹروں میں کچھ نہیں ہے۔ روزگار نہیں دیا جا رہا ہے۔ چونکہ یہ ہماری پالیسیاں بنیادی طور پر غلط تھیں اس لئے اس کا نتیجہ یہ ہے۔ اب ہمیں اس طرح آگے جانا چاہئے کہ جناب والا! خود انحصاری کا معنی یہ ہے کہ ہم اپنی انڈسٹری بنائیں۔ ہماری صنعت کو تحفظ ملے۔ اور پھر اس میں ہمارے ہر ایک وفاقی یونٹ کا خیال رکھا جائے۔ پھر ہمارے مسائل حل ہوں گے۔

اس کے بعد جناب والا! امن و امان کا مسئلہ ہے۔ امن و امان کے بارے میں جناب والا! یہاں بحث ہو رہی ہے۔ جناب والا! امن و امان کیوں خراب ہے؟ اسلحہ ہم دے رہے ہیں۔ اور وہ اسلحہ خطرناک ترین اسلحہ ہے۔ اور اس کے بعد ہمارے ملک کے آمروں کی خارجہ پالیسی پھر اندرونی پالیسی سے یہاں بدامنی پھیلی ہے۔ آمروں کے تحفظ کے لئے جناب والا! غنڈے پالے جاتے ہیں۔ یہ پالیسی بنیادی طور پر رہی ہے کہ جمہور کو آپ پیٹیں۔ ان کو اسلحے دیئے۔

اب جناب والا! یہ بیماری اس حد پر پہنچ گئی ہے کہ اس کے بعد مثلاً ' سندھ۔ یہاں ہمارے محترم بزرگ نے کہا کہ ہم سپن بولدک میں جائیں تو ہم سے visa کوئی نہیں مانگتا۔ لیکن ہم اپنے بزرگ سے یہ پوچھتے ہیں کہ آپ سندھ میں جائیں آپ جاسکتے ہیں۔ سندھ ہمارا ملک ہے ہمارا صوبہ ہے۔ لیکن وہاں آپ کسی کی اجازت کے بغیر نہیں جاسکتے۔ لو! اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سپن بولدک آپ کی sovereignty ہے۔ جب آپ غنڈے پالتے ہیں اور ان کو اسلحہ دیتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کی حکومت کو خراب کریں جیسا کہ آپ نے سندھ میں کیا اور اب سندھ میں کیا پوزیشن ہے۔ سندھ میں جناب والا! امن و امان ختم ہے۔ میں تمام بزرگوں کو ' وزیر اعظم تک ' سے کہوں گا کہ آپ حیدر آباد جائیں ' آپ سکھر کی سڑک پر جائیں ' آپ کراچی کے روڈ پر جائیں ' آپ کو کوئی اغوا نہیں کرے گا۔ ہمارے محترم دوست کے بھائی اعجاز جتوئی کے بھائی ' جو senator بھی ہیں۔ اور عبدالحمید خان جتوئی کے بیٹے بھی ہیں جو سندھ میں بڑے popular لیڈر رہے ہیں۔ لیکن ان کے بچوں کو اغوا کیا گیا۔ تو یہ لاقانونیت آپ نے خود بنائی ہے۔ اس لاقانونیت کے نتیجے میں آپ نے ملک کو خطرے میں ڈالا ہے۔ اب آپ جناب والا! Terrorist Act پاس کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ فلاں Judicial Tribunal ہے ' یہ فلاں ہے۔ موت کی سزا سے آپ کتنے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں۔ موت کی سزا سے جناب والا! اب وہ لوگ نہیں ڈرتے ان کے اپنے کورٹ بن گئے ہیں۔ ان کے اپنے تھانے بن گئے ہیں ان کے اپنے ادارے بن گئے ہیں بلکہ ہماری پولیس والے ان سے اجازت لے کر وہاں جاتے ہیں! تو یہ مسئلہ ہے جناب والا! اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل یہ ہے کہ باقاعدہ تمام پارٹیوں کو جمع کر کے اس مسئلے کو انتظامی طور پر نہیں یہاں ایکٹ میں لاتے ہیں administrative measure, administrative measure تو administrative measure سے جناب والا! یہ تو Europeon کا کام تھا' colonialist کا کام تھا' نہیں ' ہم یہ کہتے ہیں کہ political measures ہوں' political measures آپ لیں اور باقاعدہ وہاں تمام پارٹیوں کو جمع کریں centre میں بھی صوبے میں بھی اور باقاعدہ discuss کریں اس سے جب تمام لوگ متفق ہوں گے سیاسی حل مسئلے کا ہو گا تو نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ بدامنی والے لوگ جو ہوں گے وہ جو ہیں وہ isolate ہو جائیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ' بہت وقت ہو گیا ہے تقریر کو مختصر کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! موضوعات ہی ایسے ہیں جو وضاحت مانگتے ہیں اب امن وامان کا مسئلہ ہے مجموعی طور پر یہی پوزیشن ہے تمام ملک میں ہم کہتے ہیں کہ اس کا حل سیاسی طور پر ہو اور اسی Law and order میں ' جناب والا! کوئٹہ میں ہماری پارٹی پر جب کوئٹہ میں ہماری قوم کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوشش ہوئی ہم پر ہڑتال مسلط کرنے کی کوشش کی گئی تو جناب والا! کیا ہوا ہمارے دفتر پر حملہ ہوا اور ہمارے پانچ ساتھی شہید ہوئے اور اس کے علاوہ جناب والا! ہماری پارٹی کے لیڈر محمود خان اچکزئی کے گھر پر آج بھی میزائل برس رہے ہیں آپ نے ایسے حالات بنائے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو مسلح کیا آپ نے ان کو میزائل دیئے آپ نے اجازت دی...... آمریت کے وقت آپ کی پالیسی آمریت کی تھی اور آمریت کی support میں آپ ایسے لوگوں کو امداد دینا چاہتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے جناب والا! اب ہم یعنی he same thing *i.e.*, political terrorism, State terrorism وینا حیات کیس کیوں یہاں ہم لوگوں نے اٹھایا؟ جناب والا! بہت سے ایسے واقعات ہوئے ہیں لیکن ان پر بھی ہم شرمسار ہیں جناب والا! کہ ہماری بہنوں سے ایسا سلوک ہوا لیکن وینا حیات کیس جناب والا! political terrorism تھا کہ آپ لوگوں کو ڈرائیں کہ ان کی عزت اور ناموس سے کھیلیں تاکہ کوئی شخص اپوزیشن کا ' اپوزیشن کے حق میں کوئی بات نہ کرے یہ اصل میں اس پالیسی کا حصہ تھا امن وامان کا مسئلہ تو آپ نے بنایا سیاسی طور پر آپ نے یہ حالات بنائے۔ جناب والا! کہ اپوزیشن کو terrorise کیا ' terrorism بندوق سے دوسرے طریقے سے اور عزت اور ناموس کی لوٹ اور یہ جو یہاں کہتے ہیں جناب والا! کہ ایسا نہیں ہوا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے پشتون علاقے میں پشاور میں ہم ایسے نام لے سکتے ہیں کہ ہمارے سیاسی ساتھیوں کی بیویوں کو بے عزت کیا گیا سیاسی اپوزیشن کی وجہ سے political opposition سے ہماری ناموس سے کھیلا گیا اور اس کے بعد جناب والا! کیسے آپس میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر بھائی اور جمہوری طور پر اپنے ملک کو چلا سکتے ہیں وینا حیات کیس اس ضمن میں دیکھنا چاہئے جناب! اسی طرح ہمارا کیس۔ ۔ ہماری پارٹی کے لیڈر کے

گھر پر مسلسل حملہ ہو رہا ہے اور ابھی تک جناب والا! تقریباً 20 آدمی مارے گئے ہیں اور ہم نے بار بار پیشکش کی ہے کہ آئیں، ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر ہم نے کوئی قصور کیا ہے اس کے بارے میں پشتون جرگے میں ہم بیٹھ سکتے ہیں، بلوچ جرگے میں بیٹھ سکتے ہیں اور پاکستان کے کسی جرگے میں ہم بیٹھ سکتے ہیں لیکن اگر اس کے باوجود، اس کے باوجود جناب والا! ہم پر حملے ہو رہے ہیں اور ہم پر میزائل برسائے جا رہے ہیں اور اس کے باوجود حکومت والے صوبے سے لے کر مرکز تک، فیڈریشن تک جناب والا! اس میں ان کی کوئی دلچسپی نہیں اور بعد میں وہ کہتے ہیں کہ جناب والا! امن و امان کا مسئلہ ہے امن و امان کا مسئلہ تو جناب والا! آپ نے پیدا کیا ہے آپ نے ایسے حالات پیدا کئے ہیں میں یہ کہوں گا اسلحہ بھی آپ نے دیا اور آپ نے پلان کیا کہ جمہور کو terrorise کیا جائے اپوزیشن کو terrorise کیا جائے آپ نے یہ پلان بنایا اس کا نتیجہ یہ ہوا سندھ میں بھی یہی پوزیشن ہے۔ اپوزیشن کو terrorise کرنے کا بعد میں نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے کوئٹہ میں یہی پوزیشن ہے جناب والا! یہ بھی سیاسی مسئلہ ہے اس پہلو سے، سیاسی terrorism کے پہلو سے میں عرض کر رہا ہوں یہ ہے جناب والا! ہمارے امن و امان کا مسئلہ اور جمہوریت۔

یہاں جناب صدر محترم نے فرمایا اور صحیح فرمایا کہ اکثریت کی رائے کو اہمیت دینی چاہئے ہم مانتے ہیں لیکن اکثریت کی رائے جناب والا! ہمیشہ۔ اکثریت کی رائے۔ آپ کیسے یہ ignore کر لیتے ہیں کہ 1990 میں ایک اسمبلی تھی اور آپ نے توڑ دی اور جو الزامات اس اسمبلی کے بارے میں تھے وہی الزامات موجودہ حکومت پر اس سے زیادہ ہیں وہاں آ کر پھر جناب والا! پھر آپ اکثریت کی بات کس پہلو سے کرتے ہیں کہ اس اکثریت کو تسلیم کریں ہم مانتے ہیں اکثریت کو ہم بالکل تسلیم کرتے ہیں جمہوریت کو ہم تسلیم کرتے ہیں جمہوریت کا ایک اہم اصول ہے اکثریت بالکل تسلیم کرتے ہیں جناب والا! سب آئین ہم تسلیم کریں اکثریت کی رائے، ہمارے اپوزیشن کے لیڈر ہیں آئی جے آئی کی حکومت ہے ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں کوئٹہ میں جناب جو حکومت رہی ہے ہم نے اپنے مخالفین کو ووٹ دیئے جمعیت العلماء کو ووٹ دیا اور جمعیت العلماء نے ہم پر کفر کے فتوے لگائے لیکن ہم نے ووٹ دیا اکبر خان کو ہم نے ووٹ دیا ان کی dissolve assembly کو ہم

نے بحال کیا یعنی ہم اس طرح جمہوریت کے قائل ہیں کہ جو بھی ہمارا مخالف ہے اگر اس کی حکومت ہے ٹھیک ہے وہ ہو کل عوام اس کو سمجھ جائیں گے اور اس کے بعد اگر ہم صحیح ہیں ہمیں ووٹ دے دیں گے لیکن اگر اکثریت کے یہ معنی ہیں کہ اکثریت جب آپ کی اکثریت ہو تو ٹھیک آپ نے حکومت بنالی تو ٹھیک اور اگر ہم نے اکثریت بنالی تو جناب والا! نہیں یہ اکثریت جو ہے اس کو آپ نہیں مانیں گے تو یہ تو جناب والا! abstract کی بات ہوئی۔ یہ ہے کل پوزیشن جناب والا! تو میں یہ عرض کروں گا جناب والا! کہ یہ جو پالیسی سٹیٹمنٹ تھا اس میں خارجہ پالیسی کو تبدیلی کرنا چاہئے اور لوگوں کو militarism سے روکنا چاہئے اس کے ساتھ جناب! امن وامان کے لئے باقاعدہ مثبت مذاکرات ہونے چاہئیں سیاسی طور پر مسائل کو حل کرنا چاہئے tribal ایریا کے بارے میں جناب والا! یہ ہے کہ ان سے مذاکرات کر کے ان کا مسئلہ حل کرنا چاہئے مداخلت اور جارحیت نہیں ہونا چاہئے اور پانی کا جو مسئلہ ہے یہ حل نہیں ہوا ہے نہ کالا باغ کوئی مانے گا اور نہ کوئی ایسے جناب والا! نام نہاد accord کوئی مانے گا جناب والا! میں نے کافی وقت لیا آپ کا شکریہ۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں اپنے محترم دوست کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن کچھ چیزوں کی وضاحت میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں جو تاریخ کا حصہ ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ آپ بعد میں، جب تقاریر ختم ہو جائیں گی تو اس وقت کریں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! تاریخ کا جو حوالہ انہوں نے دیا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت ہی غلط دیا پہلی بات تو یہ ہے کہ ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ صوبے اس طریقے سے رکھے جائیں......

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جواب کا حق ہو گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب والا! آپ اس بحث میں نہ پڑیں یہ ساری جو آپ تاریخ کی تصحیح کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے میں آپ کو بعد میں موقع دوں گی۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اعجاز علی جتوئی صاحب!

جناب اعجاز علی خان جتوئی : شکریہ میڈم ڈپٹی چیئرمین صاحبہ' آج ہم صدر صاحب کے اس address پر بحث کر رہے ہیں جو دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں صدر صاحب نے 19 دسمبر جس طرح اقوام متحدہ امریکہ میں امریکہ کا صدر اپنی republic کے houses کو مخاطب ہوتا ہے پاکستان کا بھی سلسلہ اسی طرح کا بنتا ہے کہ یہاں صدر چونکہ فیڈریشن کے Head ہوتے ہیں' اس لئے فیڈریشن کے دونوں Houses کو مشترکہ خطاب کرتے ہیں گو کہ وہ ایک پالیسی statement ہوتی ہے اور کسی بھی طرح سے یہ حکومت کی بنائی ہوئی پالیسی statement ہوتی ہے جناب سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج پاکستان جس تاریخی موڑ پر کھڑا ہے ہمیں کافی پیچھے پس منظر میں جانا پڑے گا ہمیں کافی چیزیں آگے لانی پڑیں گی خواہ وہ کسی کو پسند ہوں یا نہ ہوں۔ میں پہلے سے ان حضرات سے معذرت چاہتا ہوں جن کو میری اس تقریر سے دکھ پہنچے صدر صاحب نے جو اپنا راستہ اختیار کیا چھوٹے سے Bureaucrat تھے بہت بڑے ہاؤس میں آج بہت بڑے مقام پر ہمارے فیڈریشن کے Head ہیں۔ 1988ء میں ایک ہوائی جہاز کا حادثہ ہوا جس حادثے میں وہ لوگ مارے گئے جو مسلسل اس ملک کے پولیٹیکل آرڈر اس ملک کے democratic order کو اپنے تابع رکھے ہوئے تھے۔ اس ملک کے پولیٹیکل آرڈر کو بندوق کی نالی پر چلا رہے تھے خدا نے مہربانی کر کے اتفاقیہ حادثے میں ہماری اس ڈکٹیٹر سے جان چھوڑائی اس کے نتیجے میں یہاں ایک حکومت قائم ہوئی جو کہ caretaker arrangement تھا۔ صدر صاحب اس وقت اس ہاؤس کے چیئرمین تھے اور آئینی طرح سے ان کو یہ حق ملتا تھا کہ وہ صدر بن جائیں لیکن کیئرٹیکر اریجنمنٹ تھا۔ 1988ء کے الیکشن ہوئے اور یہاں پر political parties نے آکر حکومت قائم کی ان کو ووٹ دیا گیا اور وہ باقاعدہ فیڈریشن کے صدر بنے۔ اب جناب! وہاں سے قصہ آگے چلتا ہے نومبر 1988ء سے لے کر 6 اگست 1990ء تک صدر مملکت نے ایک مرتبہ پارلیمنٹ کے جوائنٹ اجلاس سے خطاب کیا آپ نے دیکھا کوئی ایسا protest جو اس دن 19 دسمبر کو وہاں witness کیا' نہیں ہوا تھا۔ 6 اگست کو

صدر مملکت پرانے بیوروکریٹ ہوشیار process سے چلتے ہوئے آئے ہوئے، چھوٹے level سے بڑے لیول تک پہنچنے والے کئی dictators کی governments میں سیکرٹری کے طور پر service کرتے ہوئے، کئی ڈکٹیٹرز کو advising کرتے ہوئے 6 اگست کو انہوں نے اسمبلی کو dissolve کیا اپنی discretionary power استعمال کرتے ہوئے۔ ایک elected گورنمنٹ کو گرایا۔ 12 کروڑ عوام کی تمناؤں کو ایک آرڈر، ایک Ordinance کے تحت قتل کر دیا۔ 6 اگست کو صدر مملکت کی تقریر تھی کہ حالات ایسے prevail کر رہے تھے اس ملک میں اقرباء پروری، رشوت، لاء اینڈ آرڈر سندھ کی صورت حال اور کئی وجوحات انہوں نے اپنی تقریر میں بیان فرمائیں ان حالات میں موجودہ گورنمنٹ یا موجودہ اسمبلی کا چلنا مشکل تھا اس لئے میں نے یہ اسمبلی کو dissolve کیا۔ جناب! اس وقت پاکستان نیشنل پارٹی نے کہا ہم اصولی طور پر اسمبلی کے dissolution کے خلاف ہیں ہم اس Act کو condemn کرتے ہیں۔ جہاں تک صدر صاحب کے یہ الزمات ہیں کہ یہاں پر رشوت ستانی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی بالکل چھان بین ہونی چاہئے اور جو مجرم ہے، ان کو سزا ملنی چاہئے یہ ہمارا موقف ہے۔

جناب! آگے بڑھتے ہیں۔ یہاں پر caretaker گورنمنٹ بنائی گئی صدر مملکت کی صوابدید پر وزراء اعلیٰ اور وزیر اعظم بنائے گئے اس کے بعد الیکشن منعقد ہوئے۔ الیکشن کے نتیجے میں یہاں پر گورنمنٹ بنی۔ - اسلامی جمہوری اتحاد۔ اب میں تھوڑا اس طرف جانا چاہتا ہوں آج میں آپ کو اس فلور آف دی ہاؤس پر کہتا ہوں کہ آپ متنازعہ صدر ہیں۔ آپ conroversial president ہیں اور میں اپنی ان معروضات سے ثابت کروں گا کہ آپ متنازعہ صدر ہیں۔ سب سے پہلی بات سوچنے کی یہ ہے کہ 19 دسمبر کو جو حالات آئے اس کا تجزیہ کرنا چاہئے کہ یہ کیوں ہوا؟ پہلی پہلی جو بات آتی ہے، میڈم چیئرمین پرسن! صدر مملکت نے سندھ میں، جس بدقسمت صوبے سے میرا تعلق ہے جو اس ہاؤس میں اور باقی ہاؤسز میں کئی مرتبہ discuss ہوا ہے، ہاؤس کی کئی committees بنائی گئی ہیں کہ آپ جا کر چھان بین کریں investigate کریں۔ ایک بہت اہم رپورٹ اس کمیٹی کی آپ کے سامنے موجود ہے۔ بدقسمتی سے اس ہاؤس کو وقت نہیں مل سکا ہے کہ اس رپورٹ کو discuss کر سکے۔ صدر مملکت

فرماتے ہیں۔ جو عوام کی اقتدار اعلیٰ کی امین مملکت کا اعلیٰ ترین آئینی ادارہ اور جمہوری نظام کا اہم ترین ستون ہے۔ مجلس شوریٰ پارلیمنٹ کے لئے کہتے ہیں جو قوم کی اجتماعی شعور کی آئینہ دار اور اس کی بہترین امنگوں کی ترجمان ہے۔ میڈم چیئرمین پرسن! یہ نوٹ کرنے کی بات ہے۔ جو پاکستان میں جمہوریت کی نوخیزی کے باوجود اس کی توانائی کی مظہر اس پر عوام کے کامل یقین اور بھرپور اعتماد کی علامت ہے۔ یہ پارلیمنٹ کے لئے کہتے ہیں۔

صدر صاحب! اس تیسرے پوائنٹ سے تو آپ خود یہ admit کرتے ہیں یا تو آپ hypocrite ہیں۔ آپ ایک طرف اس پارلیمنٹ sovereign ادارے کو کسی بھی executive authority سے above کرتے ہیں پھر آٹھویں ترمیم کے تحت آپ کس طرح سے act کرتے ہیں کون سی moral اتھارٹی آپ کے پاس پہنچتی ہے کہ آٹھویں ترمیم کے تحت آپ اس پارلیمنٹ کو آپ کے تحت ماتحت کرتے ہیں؟ اس کے علاوہ میں نے سندھ کی حکومت کا ذکر کیا۔

صدر مملکت صاحب! آپ کو یہ یاد ہوگا کہ جب آپ کراچی تشریف لائے تھے اور اس دن بدقسمتی سے مجھے بھی بلایا گیا تھا جام صاحب آپ کی right side پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا تھا کہ صدر صاحب! جام صاحب کا وزن اتنا بھاری ہے آپ سب کا بیڑہ غرق کرے گا یہاں پر ایسی حکومت instal کی گئی ہے جو آدمی اس سے پہلے جب وزیر بنا تھا اس وقت حروں کے قتل میں ملوث تھا پھر اس کے ساتھ کس کو ملایا گیا؟ ایک unelected advisor in home affairs. son-in-law

جام صادق علی، صدر صاحب کی صوابدید کے مطابق support کے ساتھ سندھ کو rule کر رہے ہیں۔ اب میں کہتا ہوں جناب صدر تھوڑا ہمیں چھوڑ دیں اور پارلیمنٹ کو چھوڑ دیں، ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ 12 کروڑ عوام کیا کہہ رہی ہے؟ چھوڑ دیں آپ اپنے آپ سے سوالات کریں کہ آپ متنازعہ کس طرح بنے؟ آپ متنازعہ اس طرح بنے ہیں کہ ایک طرف آپ نے son-in-law نے سندھ میں وہ حشر کیا ہے جیسے سندھ اس کے باپ کی جاگیر ہے جیسے جہیز میں سندھ اسے ملا ہے۔ سی آئی اے سے

لے کر اور پولیس سے رینجرز سے لے کر، ہر available means سے اس نے اپنے پولیٹیکل enemies کے اوپر اور اپنے پولیٹیکل opponents کے اوپر استعمال کیا ہے وینا حیات case میں بھی آپ نے جو کمیشن مقرر کیا محترم وزیر اعظم صاحب نے، انہوں نے جا کر recommend کیا کہ یہاں DIG CIA معطل ہو جائے جس طرح امریکہ میں ہوا، وہاں پر ایران سیکنڈل جب سامنے آئے جب counter سیکنڈل سامنے آئے وہاں پر Oliver Noth کو scapegoat بنا کر سمیع اللہ مروت کی طرح نکال دیا گیا اور وہاں صدر جو ہیں مقرر رہے۔

جناب صدر! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج سندھ کی حالت کیا ہے؟ ہم سندھ سے وابستگی رکھتے ہیں، ہم نے سندھ میں جنم لیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ سندھ میں directly ملوث ہیں سندھ کی موجودہ حالت کو خراب کرنے میں۔ آپ نے جو چھ اگست کو بات کی کہ یہاں پر رشوت ستانی ہے، یہاں پر پولیٹیکل آرڈر، یہ چیزیں، جو ہیں یہ کسی نہ کسی طرح سے خطرے میں ہیں۔

جناب تھوڑا سا تاریخ کا موازنہ کر لیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جب Soviet Union ٹوٹ سکتا ہے nationalism کے ابھار سے، جب East German اور West German کی دیوار برلن ٹوٹ جاتی ہے، ایک قوم اکٹھی ہو رہی ہے اور جب یہاں پر اس خطے میں ان تبدیلیوں کو نہیں روک سکتے تو پھر آج یہ بات کھل کر کرنی چاہیئے، کھلے ذہن اور کھلے الفاظ میں بات کرنی چاہیئے کہ کل کے پاکستان کا future آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ پاکستان کی صورت حال کو، موجودہ صورت حال میں پہنچانے کے ذمہ دار کون ہیں؟ میڈم چیئرمین پرسن! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت important ہے کہ پچھلے 45 سال کی تاریخ کا موازنہ کر لیں۔ پاکستان کی پچھلے 45 سال کی جو زندگی ہے، اس میں 33 سال thirty three long years کس کا role تھا؟ Bureacrats اور آرمی جنتا......

فوج اور بیرو کالیسی! سکندر مرزا سے لے کر، غلام محمد سے لے کر، محمد علی تک۔ ایوب خان سے لے کر، یحیٰی خان سے لے کر محترم مومن جنرل محمد ضیاالحق،

جنہوں نے مسلسل 33 سال' 45 سال میں سے minus کر لیں' باقی بچ گئے 12 سال'۔ جنہوں نے' 20 - 25 لاکھ لوگوں نے' 12 کروڑ عوام کو بندوق کی نالی کے تحت بنا کر' پارلیمنٹ پولیٹیکل آرڈر اور سارے فیکٹرز پر قبضہ کیا اور جن کا ذکر آپ نے کیا ہے یہ مجھے خوشی ہے کہ مجلس شوریٰ کے اس ایوان سے مخاطب ہوں کہ جو عوام کا بہت ہی Supreme ادارہ ہے۔ اس سپریم ادارے کی آپ نے وہ تذلیل کی ہے کہ اس سپریم ادارے کو جب جب عوام نے mandate دیا تب تب کسی نہ کسی dictator نے' کسی نہ کسی روپ میں' اس کے اوپر وار کیا۔ خواہ وہ اسحاق کے روپ میں ہو' خواہ وہ ضیا الحق کے روپ میں ہو' خواہ وہ یحییٰ خان کے روپ میں ہو' خواہ وہ ایوب خان کے روپ میں ہو' یہ سب کے سب تاریخ کے مجرم ہیں۔ کل اگر اس ملک کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو یہ تاریخ کے مجرم جو ہیں' ان کا تاریخ میں سیاہ باب میں نام آئے گا اور ہم یہ بات on record رکھنا چاہتے ہیں کہ اگر کہیں یہ ملک ٹوٹا' کہیں instability ہوئی تو یہ ان institutions کی وجہ سے ملک میں تباہی و بربادی ہو سکتی ہے جنہوں نے کسی بھی process کو چلنے نہیں دیا' جنہوں نے کسی بھی ادارے کو مستحکم نہیں ہونے دیا' جنہوں نے پاکستان میں کسی بھی Institution کو پھلنے پھولنے نہیں دیا۔ یہاں کے سپریم ادارے کی حالت یہ ہے کہ وہ پانچ سال میں اپنا mandate complete کر سکے گا یا نہیں۔ آج بھی میڈم چیئرپرسن! میں کہتا ہوں کہ آپ آج تجزیہ کریں......

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری صاحب پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں فیصلہ ہوا تھا کہ تقاریر کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا۔

جناب محمد طارق چوہدری : آپ میری بات تو سنیں' اس طرح نہیں ہوتا ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بعد میں decision دے سکتی ہیں' البتہ یہ نہیں ہوتا کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر کو سنے بغیر ہی اس پر decision دینا شروع کر دیں۔ پوائنٹ آف آرڈر' ایک ممبر کا حق ہے...........

میڈم ڈپٹی چیئرمین : طارق چوہدری صاحب! یہ decision ہوا تھا کہ بیچ میں کسی ممبر کو interrupt نہیں کریں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں محترمہ' ان کی تقریر کو interrupt نہیں کر رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی جی!

جناب محمد طارق چوہدری : آپ سنیں تو سہی' آپ پہلے سنیں اور پھر اس کے بعد فیصلہ کریں' یہ نہیں ہوتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر سنے بغیر ہی فیصلہ دے دیا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اچھا جی! آپ بات تو کریں' جو بولنا چاہتے ہیں وہ بولیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہاں پر اس وقت بہت اہم تقریریں ہو رہی ہیں اور بعض بہت ہی controversial points بھی اٹھائے گئے ہیں تو جن کا جواب دینا بھی ضروری ہوتا ہے لیکن ماشاء اللہ نہ ہی یہاں پارلیمانی امور کے وزیر موجود ہیں اور نہ یہاں وزیر انصاف موجود ہیں' آپ ان لوگوں کو instruct کریں اور یہاں آکر ان چیزوں کے پوائنٹ لیں کیونکہ ان کے جواب دینے ہوتے ہیں' یا پھر آپ ہاؤس کو suspend کر دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی! یہ بار بار پہلے بھی request کی گئی ہے تاہم ایک وزیر صاحب' جام یوسف صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک ایڈوائزر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : جام صاحب تو ہمارے وزیر ہیں' ہمارے محترم ہیں اور ہمارے درویش وزیر ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ "اصلی والے" جو ہیں وہ یہاں آکر اپنی نوکری تو دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ بار بار request کی گئی ہے اور اب انہوں نے اس کا response دینا ہے۔ جی اعجاز علی جتوئی صاحب!

جناب اعجاز علی خان جتوئی : طارق صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔
جناب' یہاں پر' یہیں سٹیٹ بنک کا ہاؤس تھا اور جب بنگالی اس وقت کے' بقول آپ کی حکومت کے' یا آپ کی Establishment کے' کہ شکر ہے کہ ہم نے ہندو بنگالیوں سے جان چھڑالی تو جب وہ اپنی معروضات یہاں لے آتے تھے' تو یہاں کے ویسٹ پاکستان کا رویہ ان کے ساتھ یہ تھا کہ کوئی benches پر نہیں ہوتا تھا اور حکومت کی طرف سے بالکل اسی طرح کی کارکردگی ہوتی تھی کہ کوئی noting نہیں ہوتی تھی لیکن ہم تو وہ قوم ہیں جو ماضی سے سبق لیتے ہی نہیں ہیں ہم نے کبھی سبق نہ لینا ہے' نہ لیا ہے اور انشاء اللہ نہ لیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسا روزانہ ہو گا۔

اس کے بعد' جناب بات یہ بنتی ہے کہ صدر صاحب کہتے ہیں کہ اس ملک میں democratic culture بہت اہم چیز ہے۔۔ democratic culture کو بننے نہیں دیا یعنی عوام کے اندر وہ ذہن develop ہی نہیں ہونے دیا جو جمہور کے لئے۔ جمہوریت کے کچھ اصول ہوتے ہیں' ان کو پھلنے پھولنے نہیں دیا۔ صاحب صدر! اس میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس نے کیا۔ صدر صاحب۔ آپ کی اپنی تقریر کے پورے نو صفحات ایسے ہیں جیسے ہیڈ ماسٹر کسی سکول کے بچوں کو سکھاتا ہے کہ یہ بیٹا ایسے کرو' یہ ایسے کرو' یہ کرو' یہ کرو' ساری نصیحتیں آپ نے کی ہیں لیکن آپ نے اپنے داماد کو کوئی نصیحت نہیں کی۔ آپ نے یہ ساری نصیحتیں ان معزز ایوان میں آ کر دی ہیں لیکن پوچھتا ہوں کہ آپ کی وہ کون سی moral authority ہے کہ جس کے تحت آپ مجلس شوریٰ کے ایوان میں آ کر' 12 کروڑ کے elected representative کے اوپر اپنی نصیحتیں ٹھونستے ہیں کہ آپ کا democratic culture نہیں بنا ہے۔ آپ کیا ہیں؟ آپ کون ہیں؟ آپ کا کس سے تعلق ہے؟ آپ خود بیوروکریٹ ہیں اور اسی بیوروکریسی نے اور آرمی بیوروکریسی نے اس ملک کی تباہی کی ہے۔ یہ آپ کو حق نہیں پہنچتا ہے کہ آپ 12 کروڑ عوام کو نصیحت دیں' نو صفحات پر مشتمل تقریر میں' کہ یہ کلچر develope نہیں ہوا ہے اور وہ کلچر develope نہیں ہوا ہے' میں پوچھتا ہوں کہ یہ کلچر کس نے develope نہیں ہونے دیا۔ آپکو ایک ہی چیز common نظر آئے گی ان اسمبلیوں

کو "توڑنے والی" آپ کو ایک ہی چیز کامن نظر آئے گی ملک کے پولیٹیکل آرڈر کو destroy کرنے والی اور وہ ہے فوج۔ ملٹری بیوروکریسی اور سول بیوروکریسی۔ صدر صاحب! پارلیمنٹ کے لئے کہتے ہیں کہ یہ sovereign ہے' سپریم باڈی ہے۔ جناب کس طرح۔ کس طرح سپریم باڈی ہے۔ کس طرح سے آپ کسی بھی حکومت کو بلیک میل کرتے ہیں؟ کوئی وزیر اعظم آ جائے۔ جس طرح سے آپ فائلز میں interference کرتے ہیں' جس سے Eighth Amendment کے حوالے سے آپ مسلسل حکومتوں کو' interfere کرتے ہوئے' بلیک میل کرتے ہوئے' آگے لے جاتے ہیں'۔ تو یہ کس طرح سے سپریم ادارہ ہوا۔ ہاں ایک بات ہے۔ صدر صاحب کو ایک چیز کی مبارک باد دیتا ہوں کہ آئی جے آئی حکومت بنی' 16 مہینے ہوئے ہیں۔ اس دوران میں پاکستان میں دو قسم کی فیکٹریز جو ہیں establish ہوئیں۔ ایک ہے فیکٹری اتفاق فونڈری' جو unchallenged ہے جس کے متعلق بات کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے اور دوسری صدر کی آرڈیننس فیکٹری ہے جو ایوان صدر میں قائم ہے۔ ابھی تک چالیس آرڈیننس صدر صاحب نکال چکے ہیں۔ صبح نیند سے اٹھتے ہیں اور ان کو رات کو خواب میں کوئی آرڈیننس آ جاتا ہے' وہ صبح کو آرڈیننس بنا کر بھیج دیتے ہیں۔ ان اسمبلیوں کی اس سے زیادہ تذلیل کیا ہو گی کہ ان کی موجودگی میں ایک منتخب حکومت کی موجودگی میں آپ روز ایک آرڈیننس نکالتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی پاکستان کی سب فیکٹریز بند ہو چکی ہیں ایک ایوان صدر کی فیکٹری...... آرڈیننس فیکٹری چل رہی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں جی! کہ صدر صاحب اب متنازعہ ہیں، وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔

19 دسمبر کو محترمہ ڈپٹی چیئرمین صاحبہ! پارلیمنٹ کے اندر اس ملک کی تقریباً سب ہی پولٹیکل پارٹیز سوائے اسلامی جمہوری اتحاد کے' پارلیمنٹ کے اندر مشترکہ طور پر demonstrate کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم باہر demonstrate کرتے تھے تو آپ کہتے تھے کہ پارلیمنٹ کے اندر جا کر demonstrate کریں جب ہم باہر demonstrate کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ جی! یہ تو پارلیمنٹ کو بائی پاس کر کے عوام کی طرف جا رہے ہیں۔ تو جناب! اس پارلیمنٹ کو بنانے والے جو عوام ہیں ان کی طرف اگر رجوع کرنے

کے لئے کوئی پولیٹکل پارٹی جاتی ہے تو اس کے اوپر سو الزامات ' اور صدر صاحب نے اس کو دیکھتے ہوئے اپنی متنازعہ تقریر جاری رکھی یہ کوئی ہماری پارلیمنٹ میں پہلی مرتبہ protest نہیں ہوا۔ انڈین پارلیمنٹ کے اندر جو دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ادارہ کہتے ہیں اس کے اندر صدر کی تقریر کے اندر اس طرح سے اپوزیشن نے protest کیا تھا۔ جاپانی پارلیمنٹ کے اندر وزیر اعظم کو تقریر کرتے ہوئے galleries سے جوتے مارے گئے۔ اب آپ کو ایک فیصلہ کرنا ہو گا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم پارلیمنٹ کے اندر آ کر اگر protest کرتے ہیں عوام کی نمائندگی کرتے ہیں' آپ کہتے ہیں کہ نہیں۔ یہ تو اپوزیشن کا negative role ہے آپ کہتے ہیں کہ جی! چلیں ٹھیک ہے اپوزیشن کا پارلیمنٹ کے اندر negative role تھا تو ہم باہر جا کر عوام سے رجوع کرتے ہیں آپ کی باتیں انکو بتاتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ بات واضح ہونی چاہیئے کہ جب پارلیمنٹ کے اندر فیصلے نہیں ہوتے' جب پارلیمنٹ کے اندر آئین میں ترامیم عوام کے بھلے کے لئے نہیں ہوتی ہیں' عوام کی بہتری کے لئے نہیں ہوتی ہیں تو پھر دوسرا راستہ یہی ہو سکتا ہے کہ پھر عوام کو mobilise کیا جائے۔ امریکہ میں ہو رہا ہے۔ امریکہ میں جو آئینی ترمیم ہوتی ہے آپ دیکھیں پچھلے بارہ سال سے وہاں ریفرنڈم چل رہا ہے آئینی ترمیم کے لئے' آپ نے جب یہاں راستے بند کئے ہیں آپ نے کون سا راستہ چھوڑا ہے آپ کی حکومت نے کون سا راستہ چھوڑا ہے؟ آپ کی حکومت نے جو نیشنل اسمبلی میں جو شو کیا...... پینتیس منٹ میں آپ نے 12 ویں ترمیم کا آئینی بل پاس کروایا یہ بل جو بنیادی انسانی حقوق کو hit کرتا ہے جو آئین لاکھوں گھنٹے کے main working hours سے بنا' جس آئین کے ایک ایک آرٹیکل' اس کی ہزاروں main working hours میں بنا ہے اس آئین کو آپ بالکل تہس نہس کرتے ہیں۔

ایک آرٹیکل کے تحت آٹھویں ترمیم کے تحت تینوں بہت بڑے ستونوں کو' آپ اس کے pillors کو hit کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ نہیں' پارلیمنٹ کے اندر پاس نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اس کو تو نہیں دیکھتے کہ 35 منٹ کے اندر بلڈوز کر کے لے آئے اور یہاں پر ہمیں محترم چیئرمین صاحب نے بلایا اور چوہدری صاحب کو اور باقیوں کو بٹھا کر ہمیں بلایا گیا اور کہا کہ تھوڑی تھوڑی تقریریں کر لو' پاس تو ویسے ہی ہونا ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ بارہ کروڑ عوام کے لئے پھانسی کا پھندا بنا رہے ہیں آپ freedom of speech کو ختم

کر رہے ہیں، آپ بنیادی حقوق کو ختم کر رہے ہیں، آپ انسان کے بنیادی حقوق کو ختم کر رہے ہیں، آپ انسانیت کے اس حق کو جو خدا نے دے رکھے ہیں، اس کو آپ ختم کر رہے ہیں، آپ کسی کے حق خودارادیت ختم کر رہے ہیں اور آپ بول رہے ہیں کہ آپ بات نہ کریں۔ خدا نے جب انسان پیدا کیا ہے تو اس کو رونے کا حق دیا ہے خدا نے بھی یہ بات نہیں کی کہ آپ اس کی فریڈم آف سپیچ روک دیں یہ تو ہر انسان کا پیدائشی حق ہے کہ ووٹ دے اور وہ اپنا ڈیموکریٹک طریقہ استعمال کرے وہ اس کا freedom of expression چھوڑا ہوا ہے اور فریڈم آف سپیچ چھوڑا ہوا ہے۔ آپ نے ایک چھوٹی سی ترمیم کے ذریعے اس ہاؤس کو، آئین کو تباہ کیا اور پھر آپ کہتے ہیں کہ بولیں نہیں۔ پانچ پانچ منٹ بولیں۔ کون سا مزاح کیا ہے جناب آپ نے اس ملک کے ساتھ؟ آج ہمیں یہ تاریخی طور پر یہ فیصلہ کرنا چاہئے خواہ اس پارلیمنٹ کو آپ چھ مہینے چلائیں، دن رات چلائیں آج یہ بیٹھ کر تصفیہ کریں کہ ہو سکتا ہے کہ کل کا تاریخی موڑ ہم کو یہ موقع نہ دے اور یہ جونا اہل، کم عقل حکومتیں بنتی ہیں اور متنازعہ صدر بنتے ہیں تو پھر شاید آپ کو یہ موقع نہ مل سکے۔

آیئے ہم آج اس پر بیٹھ کر بحث، مباحثہ کرتے ہیں کہ یہ ملک بنا کس طرح؟ میرے دوست قاضی صاحب چلے گئے ہمیں یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ ان fundamentalist لوگوں کے ساتھ کتنے عوام موجود ہیں۔ جناب زیادہ دور نہ جائیں، اس آئین میں سب سے بڑی بات یہ آتی ہے کہ یہ ملک قومیتوں کا ملک ہے multinational state ہے اس حقیقت کو آپ نہیں جھٹلا سکتے۔ آپ میڈم چیئرپرسن! گھر میں جا کر کون سی زبان بولتی ہیں؟ پشتو۔ یہاں میرے کچھ دوست بیٹھے ہیں جو سندھی بولتے ہیں، جو پشتو بولتے ہیں، جو پنجابی بولتے ہیں جو سرائیکی بولتے ہیں اور جو بلوچی بولتے ہیں پھر زبانیں کیوں بولتے ہیں آپ؟ ہم نے تو نہیں کہا تھا جب آپ نے ہماری زبانوں کو ختم کیا liquidate کیا ہماری زبانوں کو، یہاں پر ہماری زبانوں کو جمعہ کے دن TV پر جگہ نہیں ملتی کہ ایک ایک علاقائی زبان کو یہاں لا کر آپ اس سے بات کرائیں۔

National hook up تو پھر ہم نے یہ ماتم نہیں کیا کہ ہمارا جنازہ نکل رہا ہے ذرا دھوم سے نکلے، پھر کونسی 1940ء کی قرارداد کے مطابق یہ ملک بنا تھا اتنے بڑے فوٹو لگے ہوئے ہیں جناب محترم قائداعظم صاحب کے، یہ 1940ء کی قرارداد میں کیا وہ موجود

نہیں تھے۔ لاہور کے شہر میں کیا وہ خود موجود نہیں تھے؟ کیا یہ قرارداد پاکستان کا جو ٹاور ہے آپ نے اسے demolish کیا ہے اس کو توڑ دیا ہے یہ قرارداد کس کے درمیان تھی؟ وہ قومیں جن پر برٹش عسکری قوت نے اپنا قبضہ کیا تھا وہ کون تھیں؟ وہ گیارہ قومیں کونسی تھیں؟ جنہوں نے وہاں پر برٹش انڈیا میں رہ کر بھی قبول نہیں کیا' جنگ کی' کیا آپ نے یہ سوچا ہے کہ اسی ملک کو بنانے کے لئے جن جن قوموں نے اپنے تاریخی حقوق کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی سرزمینیں دی تھیں۔ کیا آپ یہ ملک آسمان پر بناتے ہیں۔ کونسے باقی صوبے آئے تھے ہندوستان سے۔

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ تاریخ کا موازنہ کریں۔ آج یہ کہتے ہیں کہ اسلام کے نام پر یہ ملک بنا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں پر یہ ملک economic reasons کی وجہ سے بنا تھا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں' کرتے رہیں questions یہ 1940ء کی قرارداد میں نے نہیں بنائی' آپ کے لیڈروں نے بنائی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ والو! اگر آپ میں تھوڑی سی بھی شرم ہے تو قائداعظم کی یہ 1940ء کی قرارداد کو مانو اور یہاں قومیتوں کو حقوق دو۔ یہاں قومیتوں کے 1940ء کی قرارداد کے مطابق برابری کے حقوق ہیں۔ ہم نے پاکستان کو اس طرح سے قبول نہیں کیا ہم نے وائے سرائے کو یہاں سے اسی طرح سے نہیں نکالا' British Rule کو اسی طرح سے ختم نہیں کیا کہ آپ ہمیں یہاں دوسرے وائے سرائے کے تحت غلام بنا دیں گے۔ آپ کالے انگریزوں کو یہاں لے آئیں گے جن کو وردی پہنا کر ہمارے اوپر تھونپ دیں گے۔ ہم نے یہ قطعاً نہ اپنی زبانیں liquidate کی تھیں اور نہ اپنے تاریخی حقوق liquidate کئے تھے آج آپ نے کون سے طور طریقے پہ' کون سے آئین میں 1940ء کی قرارداد کے مطابق اس کو ڈھالا' میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے تاریخی طور پر جتنی قومیتوں کے سمجھوتے تھے کس نے توڑا؟ جبکہ یہ آپ تاریخ کو اس طرح سے مسخ نہیں کر سکتے' distor نہیں کر سکتے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج جو ٹھیکیدار بن گئے ہیں پاکستان کے آج تو اہل پنجاب ٹھیکیدار بنا ہوا ہے پاکستان کا۔ اس وقت جب مسلم لیگ کی حکومت یہاں اس خطے میں قائم ہونے آئی تھی۔ اس وقت ان کے پاس کون سی گورنمنٹ تھی؟ Unionist حضر حیات کی حکومت تھی؟ جنہوں نے قائداعظم کو لاہور کے ریلوے سٹیشن پر اترنے نہیں دیا وہ آج

ہمیں سرٹیفکیٹ دیتے ہیں کہ سندھی غدار ہیں پشتون غدار ہیں۔ بلوچ غدار ہیں۔ یہ تم سب غدار ہو، ہم غدار نہیں ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سرٹیفکیٹ بانٹنا آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ تو رنجیت سنگھ کے ساتھ تھے۔ آپ تو خضر حیات کے ساتھ تھے۔ آپ تو نعوذ باللہ کعبہ تک بھی نہیں چھوڑتے ہیں۔ آپ تو عراق میں بھی امریکی فوج کے ساتھ تھے۔ آپ تو جناب میڈم چیئرپرسن صاحبہ! پاکستان میں بھی پولیٹیکل آرڈر کے خلاف ہیں۔ اور چھوٹا سا گروہ fundamental fundamentalist میں تو کہتا ہوں کہ میڈم ڈپٹی چیئرمین صاحبہ! اس ملک کے عوام نے وہ فیصلہ کیا ہے باری باری ہر الیکشن میں، ان کو اتنا شعور ہے۔ پتہ نہیں ہماری حکومتوں کو شعور سیوں نہیں آتا کہ چند جو مولانا حضرات ہیں۔ ان مولانا حضرات سے ڈر کر جو helicopters میں گھوم کر پندرہ پندرہ جلسوں سے خطاب کرتے ہیں۔ جو مسلسل اس ملک کے پولیٹیکل آرڈر کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں ان کو سمجھ نہیں سکے۔

تناسب سے بات کریں تو میں بات کرنے کے لئے تیار ہوں کہ 1970ء، 1971ء، 1988، 1990، اور اس سے پہلے کے elections میں آپ دیکھیں تو اس ملک کے عوام نے ان حضرات کو بالکل اس طرح سے شٹلنگ کر دیا ہے کہ یہ اب افراد بچ گئے ہیں۔ اب یہ پارٹیوں کے حساب سے یہاں پر حکومت بنانے کے اہل نہیں ہیں۔ ان کا اسلام ان کے لئے مال غنیمت ہے۔ ان کا اسلام بدلتا رہتا ہے۔ کبھی یہ ضیاء الحق والا اسلام لاتے ہیں۔ اور اس کے ریفرنڈم میں کہتے ہیں کہ یا ریفرنڈم میں جنرل صاحب کو ووٹ دو ورنہ تم اسلام نہیں لانا چاہتے۔ پھنسانے والے سوالات، قوم کی تذلیل کرتے ہیں۔ مجھے تو پتہ لگا کہ کسی ایک صوبے میں ہماری ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ قرآن شریف لے جاتی ہے ووٹوں میں۔ ہمارے صوبے میں اسی جماعت نے کیا کیا کام کئے ہیں۔ اس ملک میں اس جماعت نے کون کون سے آمر کو سپورٹ نہیں کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج وہ یہاں اتنی تھوڑی سی majority میں ہے، تھوڑی سی minority میں ہے اس minority کو پانچ فیصد کی بھی عوام میں سپورٹ نہیں ہے۔ اور یہ ہمارے آقا بنے ہوئے ہیں ملّاں "fundamentalist" کبھی کہتے ہیں کہ ہم کابل پر جھنڈا گاڑیں گے۔ گڑ گیا جھنڈا۔ آج میں تیار ہوں آپ کے ساتھ جانے کے لئے۔ چلیں کابل۔ آج کیوں نہیں چلتے کابل۔ آج ہماری حکومت چلے کابل۔ کیوں؟ کیونکہ آقا امریکہ نے UNO میں

Resolution دی ہے۔ آقا امریکہ نے اپنی پالیسی چینج کی ہے۔ اس لئے اب آپ افغانستان نہیں جائیں گے، جلال آباد بھی نہیں جائیں گے۔ توبہ کریں۔ کیونکہ امریکی پالیسی چینج ہو چکی ہے۔ اور آقا امریکہ نے فیصلہ کیا ہے کہ کابل کا تصفیہ political solution ہے۔ اب آپ کیا کریں؟ مجبور ہیں۔ اگر آج آپ میں ہمت ہے۔ fundamentalist اگر چاہتے ہیں تو شملہ بارڈر cross کریں۔ چلیں۔ پہلے آپ، پھر ساری قوم آئے گی۔ لیکن پہلے ہمارے مولانا حضرات چلیں سب کے سب ہم سب کو lead کریں۔ ہماری رہنمائی کریں۔ ہمیں جنت کا راستہ پتہ نہیں ہے۔ ہمیں لے چلیں۔ ہم ان کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہیں۔

لیکن میڈم چیئرپرسن! آرڈر آگیا ہے جو چیلنج نہیں ہو سکتا۔ اگلے دس سال تک نیو ورلڈ آرڈر کو کہیں سے چیلنج نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے کہ یہ اب underdeveloped blocks ہیں۔ جرمنی بن رہا ہے۔ فی الحال امریکہ کو کسی چیلنج کا سامنا نہیں ہے۔ فی الحال یو این، سیکورٹی کونسل، سب پر امریکہ کا قبضہ ہے۔ وہ ایک resolution نکلوائے گا کہ تم لوگ۔ افغانستان میں مداخلت کرتے ہو دوسرے دن اس کی فوج یہاں اترنا شروع ہو گی تیسرے دن عراق کے صدر کی طرح آپ بھی گھر پڑے ہوں گے۔ اسی طرح سے۔۔ فارن پالیسی افسوسناک حد تک ہمارے ہاتھ میں کبھی نہیں رہی۔ میڈم چیئرپرسن! ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمیں اپنی فارن پالیسی بنانے دی نہیں جاتی جو اس بارہ کروڑ عوام کی نمائندگی کرے۔ آج کیا صورت حال ہے۔ آج دنیا میں یہ صورت حال ہے میڈم چیئرپرسن صاحبہ! کہ ہم یہاں پر بالکل اکیلے کھڑے ہیں۔ کوئی ہمارا دوست نہیں ہے۔ آپ نے گزشتہ کچھ ماہ میں کیا کیا ہے؟ ایک وزیر صاحب جہاز سے اترتے ہیں دوسرے وزیر صاحب جاتے ہیں۔ کہاں؟ South Asian States - قازقستان تاجکستان ازبکستان۔ کیوں؟ بھئی مسلمان بن گئے اور انہیں آگے لے جانا ہے۔ ٹھیک ہے۔ کہاں سے جائیں گے؟ افغانستان کے through کیونکہ وہ تو land locked ہے۔ آپ کی عقل پتہ نہیں کہاں ماری گئی کہ آپ وہاں South East Asians جو States ہیں ازبکستان، قازقستان تاجکستان اس میں آپ جا ہی نہیں سکتے جب تک آپ افغانستان کی حکومت سے اس کے لئے براہ راست بات چیت نہ کریں۔ ساؤتھ سینٹرل

ایشین سٹیٹ ہیں۔ آپ ان میں جا ہی نہیں سکتے جب تک افغان حکومت آپ کو جانے کی اجازت نہ دے۔ وہ land locked ہے۔ اب آپ کو کیا کرنا ہے۔ آپ کو تو نجیب اللہ سے بدلہ لینا ہے۔ نجیب سے براہ راست بات نہیں کرنی ہے۔ لیکن یو این resolution کو بھی آپ ٹھکرا نہیں سکتے۔ میں تو کہتا ہوں کہ وقت کے تقاضے کہ سمجھیں۔

خدارا! آپ اس حد تک نہ جائیں کہ کہیں آپ کو بھی اتنی ہی پٹائی برداشت کرنی پڑے جتنی کہ عراق نے پٹائی برداشت کی۔ اور یہی چاہتا ہے اس وقت کا ورلڈ آرڈر۔ اس وقت کے ورلڈ آرڈر کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ وہ کہیں بھی fundamentalist کے ابھار کو نہیں چھوڑے گا۔ اس وقت کے ورلڈ آرڈر کو سوچ لیں کہ کہیں بھی آپ جنگوں کے ذریعے گولی اور بندوق کے زور پر تصفیہ نہیں کر سکتے۔ آپ نے دیکھ لیا' Soviet Unioin میں کیا ہوا؟ Red Army جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ دینا کی بہت بہترین فوج تھی۔ وہ فوج اپنے نہتے عوام کے سامنے مجبور ہو گئی چھ دن کے اندر لوگوں نے ان کو ٹینکوں سے گھسیٹ گھسیٹ کر باہر نکالا۔ انقلاب لانے کے بعد۔ کیا ریڈ آرمی کمزور تھی؟ نہیں۔ جس چیز کو آپ جھٹلا رہے ہیں جس چیز کو آپ نہیں سمجھ رہے ہیں وہ ہے عوامی قوت۔ اور یہ عوامی قوت جب اپنی گرفت کرتی ہے تو اس وقت دنیا کی بڑی سے بڑی فوجیں بھی ختم ہوا کرتی ہیں۔ انہیں اس کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔ اور مجھے اس پر فخر ہے۔ کہ دنیا کی کوئی بھی قوم اگر اپنا حق خودارادیت مانگتی ہے تو اسے ملنا چاہئے۔ اسی طرح سے آج ہندوستان والے چلا رہے ہیں کہ آپ internationalise کر رہے ہیں issue کو۔ جناب ہم نے تو نہیں کیا internationalise کسی کو۔ وہ تو آپ کے نہرو صاحب تھے جنہوں نے issue کو internationalize کیا جو سیکورٹی کونسل میں لے گئے۔ لیکن آج اگر کشمیری قوم'۔ یہ option مجھے قبول نہیں کہ یہ option دیں کسی لڑکی کو آپ کہ یا تو میرے ساتھ شادی کرو یا اس سے شادی کرو۔ یہ کشمیری قوم کا اپنا فیصلہ ہونا چاہئے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ یہ ہندوستان پاکستان کا کون سا فیصلہ ہو گا کشمیر پر کہ آپ ہمارا فیصلہ مانیں یا اس کے ساتھ رہو یا ہمارے ساتھ رہو۔ کیوں؟ جناب وزیر اعظم! اگر آپ اس پر stand لیں گے تو ہم تیار ہیں کہ کشمیری قوم کو حق خودارادیت ملنا چاہئے بحیثیت آزاد قوم کے۔ پھر کشمیری قوم پاکستان میں جاتی ہے۔ خوش آمدید۔ پھر کشمیری قوم ہندوستان میں

جاتی ہے۔ خوش آمدید۔ لیکن جس طرح مشرقی اور مغربی جرمنی کو ایک دیوار نے نہیں روکا اسی طرح سے کشمیری قوم کو بھی ایک عسکری قوت یا دوسری عسکری قوت زبردستی نہیں منوا سکتی۔ یہ حقیقت ہے۔ آپ کسی پر اس طرح سے فیصلہ نہیں ٹھونس سکتے۔ پھر ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن نشین کرتے جائیں۔ کیونکہ کوئی نوٹس تو لے نہیں رہے۔

میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب! آپ بہت بڑے چیمپیئن ہیں جناب! آپ بہت چیمپیئن بن رہے ہیں قوموں کے حق خودارادیت کے determinational rights اور آپ نے۔ آپ تو جناب! signatory ہیں کوئٹہ کے شہر کے اندر human rights کی اور fundamental rights کے اوپر آپ نے تو دستخط کئے ہوئے ہیں کہ ہم بالکل قوموں کے حق خودارادیت کے چیمپیئن ہیں۔ ہم مانتے ہیں پھر جناب! ہو سکتا ہے کہ کل کوئی یہاں کی قوم بھی حق خودارادیت مانگے اس میں آپ کیا کریں گے کیا اس کو ماریں گے؟ کیا آپ وہاں فوج استعمال کریں گے اور آپ وہاں لاکھوں افراد کو قتل کریں گے۔ آپ وہاں مقتل گاہ بنائیں گے یا آپ dual standard کریں گے کہ وہاں کشمیری قوم کے حق خودارادیت کے لئے تو ٹھیک ہے ہندوستان کے توڑنے کے لئے لیکن اس خطے میں باقی اگر denominist parties کے اوپر اگر Chinese کوئی قوم اٹھ کر اپنا حق مانگتی ہے......

[At this stage, the Chair was occupied by (Presiding Officer Dr. Basharat Elahi)].

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر :</u> جی جتوئی صاحب!

<u>جناب اعجاز علی خان جتوئی :</u> اگر Chinese قوم اٹھ کر اپنا حق مانگتی ہے تو تین ہزار Chinese کو مروانے کے لئے ہم ان کے ساتھ ہیں یا اس خطے میں کوئی اور قوم اپنا حق خودارادیت مانگتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ یہ میرا determinational right جو ہے یہ میرا پیدائشی حق ہے تو آپ اس کے اوپر عسکری قوت استعمال کریں گے۔ جناب! یہ پھر آپ نہیں کر سکیں گے کیوں کہ internationally آپ اتنے committed ہو جائیں گے اس determinational right کے اوپر کہ بعد میں شاید آپ کو اتنی embarrassment اٹھانی پڑے کہ وہاں International Forum میں آپ کو چھوڑیں۔ اس طرح کی حکومت کرنے پر' اب جناب! واپس اپنے domestic affairs پر' میں تھوڑی سندھ situation پر تفصیلاً" بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! 1983ء میں' 1977ء میں ایک ڈکٹیٹر نے ایک elected government کو ختم کیا by dissolving assemblies کیوں کہ Prime Minister کا تعلق سندھ سے تھا اس لئے سندھی عوام نے اس کو بہت محسوس کیا اور اسی وزیر اعظم کو شک کی بنیاد پر' یہ بات نوٹ کرنے والی ہے جناب چیئرمین! کہ کورٹ کے decision کے اندر Judges کے اندر نا اتفاقی تھی راتوں رات انہی جمہوری قوتوں نے انہی وردی بردار قوتوں نے ایک وزیر اعظم کو پھانسی پر لٹکایا اور اس کی لاش کو وہاں لا کر زبردستی آفیسرز' فوج اور پولیس کی موجودگی میں دفن کر دیا گیا۔ اب ہم آگے بڑھتے ہیں جنرل صاحب کہتے ہیں کہ میں تین مہینے کے اندر fair operational role play کرنے آیا ہوں' میں تین مہینے کے اندر یہاں پر انتخابات کراؤں گا۔ وہ تین مہینے آٹھ سال ہو گئے وہ تین مہینے 8 سال direct rule اور تین سال بیچارے ہمارے یہاں دوست محمد خان جونیجو صاحب' جو خود بیچارے ایک شریف آدمی' کمزور آدمی اور جتنی بھی خصوصیتیں آپ کہیں' ان میں موجود تھیں ان کو یہاں وزیر اعظم بنایا گیا اور اس کمزور آدمی کی حکومت کو بھی تین سال تک اس جنرل صاحب نے برداشت نہیں کیا اور مئی 1988 میں اس کو بھی گھر بھیج دیا۔

1983ء کی ایم آر ڈی کی تحریک میں جناب چیئرمین! یہاں پر میرے کچھ دوست موجود ہیں جن کا تعلق سندھ سے ہے' basically اس کی call جو دی تھی' وہ پیپلز پارٹی کے اس وقت کے صدر جناب غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب نے دی تھی اور اس کے ساتھ اس وقت ایم آر ڈی میں دو تین اور تنظیمیں موجود تھیں جس کی وجہ سے بعد میں ایم آر ڈی ایک بہت بڑی قوت بن کر ابھری۔ ہوا یہ کہ سندھ میں اس تحریک کو That was a movement to restore democracy کوئی آزاد سندھ کی تحریک وہ نہیں تھی اس ایم آر ڈی کی تحریک نے سندھیوں نے اپنا retaliation یا نفرت اتنی دکھائی establishment کی طرف کہ وہ ایم آر ڈی کی تحریک proved as a confrontation between army and people اور وہ بھی اس طرح سے کہ باقاعدہ جب لوگوں نے اپنے democratic means استعمال کرنے شروع کئے تو اسی فوج نے ان کو کچلا۔ اسی پولیس نے ان کو کچلا اور قرآن شریف پڑھتے ہوئے سڑکوں پر بیٹھے' ہوئے لوگوں کے اوپر ٹرک چڑھا دیئے جب کہ تحریک اس نہج پر پہنچی جب لوگ بالکل یہ اس تحریک کو extreme پر لے

گئے۔ ۔ پاکستان کے باقی صوبوں نے کسی طرح سے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیا سوائے چند اضلاع کے جو پنجاب میں ہوں گے یا بلوچستان میں ہوں گے لیکن بہر حال اس کا سب سے زیادہ جو زور نظر آیا' وہ سندھ میں نظر آیا۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد ہوا کیا؟ اس کے بعد establishment کے ان اداروں نے فیصلہ کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کیونکہ سندھ اپنے historical rights سے ہاتھ نہیں اٹھا رہا ہے' کیونکہ سندھ اپنے political rights سے ہاتھ نہیں اٹھا رہا ہے اور کیونکہ سندھ اپنے economical rights سے ہاتھ نہیں اٹھا رہا ہے

Let us destablise and depolitise Sindh

باقاعدگی سے' ایک planned طریقے سے وہاں پر دو تین چیزیں introduce کی گئیں ایک طرف شہروں کے اندر خطرناک قسم کی تنظیمیں بنائی گئیں اور بنوائی گئیں' دوسری طرف Interior Sindh میں' Rural Sindh میں dacoit sector دھاڑیں یا ڈاکو فیکٹر جو ہے' وہ باقاعدگی سے introduce کرایا گیا۔ میں یہ Statement on the floor of the House پر دے رہا ہوں اور میں یہ باتیں بالکل اس floor پر prove کرنے کے لئے تیار ہوں کہ یہاں پر سندھ میں agencies نے باقاعدہ ڈاکوؤں سے میل ملاپ کر کے ملاقاتیں کر کے وہاں پر ڈاکو فیکٹر جو ہے وہ establish کروایا' run کروایا' آرگنائز کیا' mange کیا اور organise کیا سندھ کو depoliticise کرنے کے لئے کہ سندھ میں سندھ نام کی کوئی چیز نہ بچے۔

اب کیا ہوا؟ 1983ء سے 1992ء تک گزشتہ 9 سال جو ہیں' ان میں انہوں نے اتنی محنت کی ہے کہ آج سندھ میں organisations اتنی establish ہوئی ہیں کہ خود حکمران بھی ان سے دور نہ رہ سکے۔ اس کے target سے سندھ میں جب یہ صورت حال پیدا کی گئی اس کی دو قسم کے motives تھے۔ ایک motive اس کا یہ تھا کہ سندھ میں جو massive industrialisation ہو رہی ہے اس کو کسی نہ کسی طرح سے روک کر وہ پنجاب میں لائیں۔ نوری آباد وغیرہ میں جو industries لگ چکی تھیں Pakistan Steel Extension میں جو industries لگ رہی تھیں ان industries کو کسی نہ کسی طرح سے بند کر کے پنجاب کے لئے جتنے سیکٹرز ہیں جتنی industrial states ہیں' ان

کو esablish کیا جائے اور یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ بات۔ میرے ساتھی ممبران یہاں موجود ہیں، آپ جائیں اور آپ دیکھیں کہ سندھ میں جو لگی ہوئی industries تھیں، وہ یہاں shift ہو گئی ہیں یا ہو رہی ہیں اور پنجاب میں اتنی massive industrialisation ہو رہی ہے خاص کر سنٹرل پنجاب میں کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا اور سندھ کے لئے یہاں کے وفاقی وزیر کہتے ہیں کہ یہ تو red mark zone ہے، جہاں پر industries نہیں لگ سکتی یہاں پر tourist نہیں آ سکتا، یہاں پر حالات ایسے نہیں ہیں تو جناب! یہ حالات پیدا کس نے کئے اور یہ حالات ٹھیک کون کر سکتا ہے؟ کسی کے باپ کی طاقت نہیں جب تک یہ Agencies اپنا ہاتھ وہاں سے نہ کھینچیں، جب تک آپ ایک کرنل اور ڈاکو کو گلے ملتے ہوئے دیکھتے ہیں میں نے اپنی ان بدنصیب آنکھوں سے سنٹرل جیل حیدر آباد میں خود دیکھا ہے جب کہ حیدر آباد جیل firing کا incident ہوا وہاں جیل میں ہم investigate کر رہے تھے اس وقت کے حیدر آباد کے کمشنر ڈی سی اور ڈی آئی جی حیدر آباد میرے ساتھ تھے۔ ہم انوسٹی گیٹ کرنے گئے تو ایک ڈاکو جانو ارائیں جس کو گولی لگی ہوئی تھی وہاں سے وہ اٹھ کر کہتا ہے اصل مالک تو وہ کھڑے ہوئے ہیں وہ کرنل صاحب اور جانو ارائیں گلے ملتے ہیں اور کرنل صاحب کہتے ہیں کہ او جانو بھائی! کیا حال ہے؟ یہ ہمارے سامنے ہو رہا ہے کمشنر اور ڈی آئی جی حیدر آباد اس کے سامنے تھے۔ کس نے بنائے ہیں ڈاکو جی؟ ان ڈاکوؤں کو picket سے کون چھڑاتا ہے جبکہ آپ کی رینجرز اور پولیس اتنی موجود ہے، وہاں سے کلاشن کوف سے جب ڈاکو پکڑے جاتے ہیں میں نام لے سکتا ہوں کتنے ڈاکوؤں کو آپ نے چھوڑا ہے؟

آپ کہتے ہیں سندھ کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ کیسے ٹھیک ہوں گے؟ ہم صدر صاحب کے پاس deligation بنا کر آتے ہیں پاکستان نیشنل پارٹی کے کینڈیٹ عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی ہاؤس میں motion دیا ہوا ہے۔ صدر صاحب کہتے ہیں کہ جہاں تک میری information ہے تو عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب نہیں جیت سکتے۔ میں نے کہا اس کا باپ بھی نہیں جیت سکتا کیسے جیتے گا ایک ملک کا صدر جب یہ کہہ رہا ہے نہیں جیت سکتا تو وہ کہاں سے جیت سکتا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ نے اس ملک کے electoral process کو تباہ کیا ہے، اس ملک کے سارے اداروں کو تباہ کیا ہے اور

آج آپ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے اندر کھڑے ہو کر اس متنازعہ صدر کے خلاف آواز بلند نہ کریں۔

سندھ میں صورت حال کیا ہے۔ 7 اگست 1990ء کو جام صاحب کو وزیر اعلیٰ بنایا آج وہاں پر کیا صورت ہے؟ ایک آدمی جو خدا کے احتساب کی گرفت میں ہے جس کو natural course نے گلہ پکڑا ہوا ہے یعنی یہاں پر ظلم کی انتہا یہ ہے یہاں آئین ہے نہ یہاں قانون ہے نہ یہاں اخلاق ہے۔ چلیں اور کچھ نہیں تو آئینی طور پر moral اتھارٹی بنتی ہے۔ آئینی طور پر تو آپ اس کو آئینی مانتے ہی نہیں اور مورل اتھارٹی ہی کو سمجھ لیں۔ سندھ میں ڈھائی کروڑ انسانوں میں سے ایک انسان تو ایسا پیدا کرو جو اسمبلی سے مینڈیٹ لے کر وزیر اعلیٰ بنے یہ puzzle کی ایک suspense movie چل رہی ہے گزشتہ چار مہینے سے وہ suspense movie نہ ختم ہوتی ہے نہ ڈھائی کروڑ عوام زندگی اور موت کی کشمکش سے باہر نکلتے ہیں جس طرح سے جام صاحب زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں، اسی طرح باقی ڈھائی کروڑ عوام زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں کہ کیا ہو گا اور اس پر ظلم کی انتہا یہ ہے کہ صدر صاحب وہاں پر جاتے ہیں اور وہ خود حالات دیکھتے ہیں جناب لوگ اتنے بیوقوف تو نہیں ہیں جتنا آپ ان کو سمجھتے ہیں وہاں madical teams آ رہی ہیں کبھی جا رہی ہیں یہ آنے جانے کا سلسلہ چل رہا ہے گزشتہ چار مہینے سے، وہ seriously بیمار ہے ہمیں پتہ نہیں ہے۔ محترم وزیر اعظم اور صدر صاحب وہاں پر جاتے ہیں اور کہتے ہیں all is well وزیر اعظم صاحب جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہاں کوئی چینج کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک آدمی جو بالکل incapable ہو چکا ہے ایسے صوبے کو چلانے میں، جو صوبہ already ایک بڑی مصیبت بنا ہوا ہے اور unstable ہے وہاں لاء اینڈ آرڈر نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

میں اب تبصرہ کرتا ہوں وہاں پولیس کے جو حالات ہیں۔ وہاں آپ آئینی طور پر ایک وزیر اعلیٰ نہیں بنا سکتے وہاں آپ نے puzzle کیا ہوا ہے آپ نے ساری قوم کو بیوقوف بنایا ہوا ہے آپ نے suspense کی مووی چلائی ہوئی ہے یہ جب تک end نہیں ہو گی، Frankenstein کی یہ فلم ختم نہیں ہو گی اور Frankenstein جب تک زندہ ہے، تب تک کوئی اور انسان سامنے نہیں آ سکتا۔ آخر کار، کیا مذاق کر رہے ہیں؟ آپ نے کبھی یہ سوچا ہے اگر 45 سال سے ہم اپنے آپ کو stable نہیں کر سکے، ان اداروں کو نہیں بنا

سکے ' اپنے کسی بھی طور طریقے سے نہ ہم ڈیموکریٹک معاشرہ بنا سکے ' نہ ڈیموکریٹک کلچر لا سکے ' نہ ہی ڈیموکریٹک ذہن پیدا کر سکے اور نہ یہاں پر پوٹیکل پارٹیز بنا سکے۔ 33 سال پہلے رول ہوا تھا تو پھر آئندہ کتنے سال آپ dictorship مارشل لاؤں کا فوجیوں کا رول چلائیں گے؟ یہ کون سا دروازہ آپ کھول رہے ہیں اس بارہ کروڑ عوام کے لئے یہ کون سی حکومت بنا رہے ہیں جو فیصلے سے قاصر ہے یہ کون سے وزیر اعظم ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس وزیر اعظم کو اس سینٹ میں ہونا چاہئے تھا وہ خود نوٹس لیتے کیونکہ وہ خود اس ہاؤس کے تابع ہیں یہ ہاؤس ان کے تابع نہیں ہے یہ کونسے ہاؤسز ہیں؟ دونوں ہاؤسز۔۔ اسمبلی اور سینٹ meet کر رہے ہیں اور ان ہاؤسز میں اتنا اہم مسئلہ ہے جو discuss نہیں کر سکتے آپ قوم کے نمائندوں کو اعتماد میں کیوں نہیں لیتے۔ کیوں آپ نے 12 کروڑ عوام کو بیوقوف سمجھا ہوا ہے کیوں آپ ایسی مسلسل پالیسی بنا رہے ہیں جو 12 کروڑ عوام کو ہٹ کرے۔

پھر ہوتا کیا ہے؟ وینا حیات کیس میں اور کئی اور cases یہاں رپورٹ ہوتے ہیں۔ اس کے سلسلے میں جب یہاں سے کمیشن بھیجتے ہیں تو کمیشن جا کر ایک کو کہتا ہے کہ یہ تو مجرم ہے ہی۔ involve ہے۔ ہوتا کیا ہے جناب سسر جی ' سن ان لاء کا کیا ہوا؟ سن ان لاء کو تو سسر جی آپ نے ترقی دلا دی۔ Home affairs سے ایس اینڈ جی اے ڈی۔ یعنی آپ متنازعہ نہیں ہیں۔ یعنی اس نے ماضی میں جو بھی بدمعاشی کی تھی ' جو بھی اس نے فاشزم چلایا ہوا تھا اور اس نے ریپس کئے ہوئے تھے اس سب کو protect کرتے ہوئے اس سب کو justify کرتے ہوئے کہا کہ اب تم Head of S & GAD ہو جہاں پر ساری بیورکریسی تمہارے under ہے۔ پہلے تو وہ ہوم آفیر چلاتے تھے اب تو وہ ایس اینڈ جی اے ڈی۔ پر آ گئے ہیں صاحب تو یہ سارے کے سارے لوگ ان سے ڈریں گے اور ہوم آفیر کیسے چلایا؟ لندن سے فیصلہ ہوا۔ فون پر جام صاحب سے بات ہوئی۔ یہ reported matter ہے۔ صدر صاحب نے جام صاحب سے کہا کہ آپ کے لئے جتنی جمہوریت پسند قوتیں ہیں ' وہ منتظر ہیں۔ لندن میں Hethro ائرپورٹ پر اس نے پریس کانفرنس کی کہ چھ ہزار RAW کے لوگ سندھ میں داخل ہو چکے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ دوبئی ائرپورٹ پر آ کر کہا کہ چھ ہزار را کے لوگوں کو میں نہیں چھوڑں گا۔ کیا ہوا۔ جناب چیئرمین؟ یہ ہوا کہ وہ چھ ہزار

RAW کے لوگ نہیں تھے بلکہ وہ پولیٹیکل پارٹیز کے activists تھے اور ان کے پولیٹیکل opponents تھے کس طرح گرفتار کیا۔ 151 ' 107 کے تحت ہزاروں کی تعداد میں printed فارم ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی کو دیئے۔ صدر صاحب یہ کس نے کیا؟ سن۔ ان۔ لاء۔ سن۔ ان۔ لاء۔۔ سن بھی وہ ہے ان بھی وہ ہے لاء بھی وہ ہے بیچ میں کوئی تیسری چیز نہیں ہے اور اس نے ڈپٹی کمشنر ' ڈی آئی جی اور ایس پی کو کہا 107 - 151 کے فارم میں گرفتاریاں دبا کر کرو۔ اگر سندھ کے پولیٹیکل لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں تو میں حلفیہ کہتا ہوں اور میں خدا کو حاضر ناظر ہو کر یہ بات کرتا ہوں کہ ہر ڈسٹرکٹ اور ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں اگر پولیٹیکل activist نہیں ملا تو اس کا بھائی اس کی ماں اور اس کے باپ تک کو تھانے میں لے آئے۔

یہ کیا ہے صدر صاحب! یہ ہم اکیسویں صدی میں جا رہے ہیں آپ Head of the Federation ہیں ' آپ Symbol of Federation ہیں اور ہمیں آپ اکیسویں صدی میں اس طرح لے جا رہے ہیں کہ آپ کا سن۔ ان۔ لاء rape کرتا پھرے۔ کیا ہم اس طرح اکیسویں صدی میں جا رہے ہیں؟ دنیا میں compete کرنے کے لئے یہ قوم لے جا رہے ہیں۔ Soviet Union خود ٹوٹ چکا ہے to acquire the technology نیشنل فورسسز اور نیشنلزم کی وجہ سے آج آپ اتنے Technological world میں اس طرح سے جائیں گے۔ سن ان لاء اور ڈی آئی جی سمیع اللہ مروت کو لے کر اور IG سندھ پولیس۔ خدا کی پناہ جو چشمہ تک نہیں چھوڑتا۔ جناب چیئرمین! یہاں سندھ کے لوگ بیٹھے ہیں میں اس فلور آف دی ہاؤس پر کہتا ہوں کہ اس نے monthly سے ہٹ کر weekly شروع کی ہے اور اب وہ monthly نہیں لیتا چونکہ اس کو پتہ نہیں کہ Frankenstein کب تک زندہ ہے کیونکہ اس کو پتہ نہیں کہ سن۔ ان۔ لاء کب تک ہے اور اب monthly کی کوئی weekly provision دو۔ ویکلی دو۔ ویکلی دو ویکلی دو اور ڈیڑھ کروڑ روپے مہینہ اس کی monthly ہے اور پھر کیا' اس کے آگے...... سندھ کے ڈی آئی جی shoulder promotion پر جا رہے ہیں...... ہمارے ہاں ظلم یہ ہے کہ یہاں پر ہمارے پاس ایک بھی ڈی آئی جی ایسا نہیں ملے گا جو اس پوسٹ کے اہل ہو یعنی According to the promotion, according to the grade-wise,

کیا...... according to the departmental promotion upgrade اس کا جو ہونا ہے..... کیا......

پر ڈی آئی جی shoulder promotion کیوں جناب shoulder promotion لگائے ہیں آپ نے' کیوں جناب آپ نے DSP کو shoulder promotion دے کر ASP لگایا ہے..... ذرا مروت صاحب سے تو پوچھیں..... ذرا مروت صاحب کو یہاں تو لائیں کہ آپ نے یہ جو shoulder promotion پر ترقیاں دی ہیں' یہ کس کھاتے میں ہیں..... کیونکہ آپ کو جو assignment ملتی تھی سسر جی سے' کہ تم لوگوں کا مشن جو ہے وہ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کو ختم کرنا ہے' national forces ختم کرنے ہیں' politicisation ختم کرنی ہے' political order ختم کرنا ہے..... ایک آدمی جو۔ practically ...... میں نے اس ہاؤس میں پہلے بھی کہا کہ جب وہ لندن میں تھا جناب چیئرمین! تو وہ almost Madam Tusar کے Museum تک پہنچ چکا تھا۔۔ اور کیا کیا آپ نے۔۔ یہاں پر ضرورت تھی ایسے آدمی کی جو مکمل پاگل ہو۔۔ اسے وزیر اعلیٰ بنایا ایک سیٹ جیت کر وہ مصنوعی اکثریت کے ذریعہ آج صوبے پر rule کر رہا ہے۔

اور آج پوزیشن کیا ہے..... میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پوزیشن کیا ہے..... پوزیشن یہ ہے جناب! نہ جام صادق علی دوبارہ وہاں زندہ ہو کر ہاؤس میں vote of confidence لینے کے لئے جا سکتا ہے اور نہ ہی سید مظفر شاہ میں اتنی اہلیت ہے کہ وہ ساری اسمبلی سے vote of confidence لے سکے۔ کیونکہ بات تو بڑی واضح ہے۔۔ آپ ہمیں کیوں پاگل بنا رہے ہیں۔ آپ ہمیں کیوں بے وقوف سمجھ رہے ہیں۔ ہم تو آپ کی مشکل سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں تو پتہ ہے کہ آپ کو کہاں درد ہے۔ ہمیں تو پتہ ہے کہ آپ کس طرح سے اسمبلیوں کو by-pass کرتے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ اسمبلی کے اندر صورت حال یہ ہے کہ 25 MPAs ہیں' سات آٹھ جتوئی صاحب کے' سات آٹھ پیر صاحب پگاڑو' دس بارہ independent ہیں اور 45 پیپلز پارٹی کے ہیں۔۔۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ان میں وہاں ایک ان کے بھائی صاحب بھی ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: بہرہ ور سعید صاحب! thank you, thank you مہربانی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : یاد دلانے کے لئے آپ کی مہربانی، ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح اس دنیا میں independent ہو کر آئے ہیں، اسی طرح واپس بھی independent جاتے ہیں، آپ کا بھائی آپ کے ساتھ آپ کی قبر میں نہیں جائے گا۔ ۔ نہ ہی آپ کا والد آپ کے ساتھ قبر میں جائیں گے۔

جناب والا! اسمبلی کی موجودگی میں آپ وزیر اعلیٰ نہیں بنا سکتے۔ ڈھائی کروڑ عوام کی اتنی تذلیل کہ ان میں ایک بھی آدمی اہل نہیں کہ جو اس صوبے کو چلا سکے...... آپ کہتے ہیں کہ میں متنازعہ نہیں ہوں...... آپ کہتے ہیں کہ میں فیڈریشن کا head ہوں آپ کہتے ہیں کہ میں "symbol of federation" ہوں... آپ کہتے ہیں۔ آئینی...... جناب صدر! پھر 6 اگست اور آج کے حالات کا موازنہ تو کریں، کیا آپ یہ آوازیں بالکل نہیں سنتے ہیں، کیا آپ press میں articles نہیں پڑھتے ہیں، کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہندوستان اور پاکستان میں...... ادھر IJI کی حکومت بنتی ہے اور ادھر کانگریس آئی کی گورنمنٹ بنتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آئی جے آئی کی گورنمنٹ بننے کے چھ مہینے کے اندر ایک تاجر وزیر اعظم بذات خود، بشمول محترم شہباز شریف، بشمول محترم چوہدری صاحب، بشمول اتفاق فونڈری، بشمول برادرز شوگر ملز، بشمول ساری کی ساری ٹیکسٹائلز ملز، بشمول ایم سی بی کو بیچنا، بشمول حبیب بنک بیچنے کی لسٹ میں لانا، بشمول اس ملک کے پبلک سیکٹر کو ختم کر کے، تہس نہس کر کے، اس ملک کے عوام کی دولت کو ہضم کر کے، تہس نہس کر کے...... ایک تاجر وزیر اعظم، ایک تاجر طبقہ پیدا کر رہا ہے۔ کیا آپ کو پتہ نہیں ہے کہ چھ مہینے کے اندر بشمول وزیر اعظم یہاں پر اتنی serious accusation آئی ہیں corruption کی جو international سطح پر ہیں...... کیا آپ کو موٹروے پراجیکٹ نظر نہیں آتا جو دس پندرہ بلین روپوں کا جو پراجیکٹ تھا وہ 25 بلین تک پہنچ گیا اور پھر اس پر کون چڑھے گا...... چلے گا کون...... مزے کی بات تو یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ لاہور سے اسلام آباد تک ایک ہزار روپیہ toll بھرنا پڑے گا...... میں تو نہیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے عوام میں اتنی قوت ہے کہ ہزار دے کر اس پر سفر کر سکیں۔ یا اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب یہ روپے دے کر اسلام آباد سے لاہور تک جائیں گے جب کہ پی آئی اے کی ٹکٹ سات سو روپے کی ہے۔ ۔ پھر 10 بلین روپے کہاں گئے......؟ Daewoe کو receive کرنے کون گیا ایرپورٹ پر، وی آئی پی

لاونج میں..... اس ڈائیو کے ساتھ رات کو کہاں پر چپ چاپ میں یہ باتیں ہوئیں..... یہ مٹھو والی زبان کہاں بولی گئی؟ یہ 10 بلین روپے ایک bag میں تو نہیں آ سکتے..... پھر یہ کہاں لے جائیں گے..... قبر میں..... بنے..... بنائیں کہ اس وزیر اعظم صاحب..... بنائیں..... اتفاق فونڈری بنائیں۔ برادر شوگر ملز بنائیں، جتنے بھی کلاس بنانے ہیں، بنا لیں۔ لیکن ایک کلاس اوپر سے بھی اترے گی۔ احتساب..... اور وہ خدا کا احتساب جب نیچے اترتا ہے تو وہ کسی کو نہیں دیکھتا ہے کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے..... پھر یہ ساری دولت سمیٹ کر تم قبر میں نہیں جا سکتے یہ دیوار پر لکھی ہوئی بات ہے کہ یہاں کے دس کروڑ عوام کے ہاتھ ہوں گے اور تمہارا گریباں ہو گا..... ہم نہیں سمجھتے کہ یہاں سے کوئی دولت لے جا سکتا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : آپ نہیں بول رہے ہیں بلکہ زمینداری بول رہی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Behrawar Saeed, don't interrupt.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب چیئرمین! مجھے تو بڑی خوشی ہوتی ہے جب اس طرح کی speeches treasury benches کے دوستوں سے سنتے ہیں۔ ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : جتوئی صاحب! میں نے انہیں بھی منع کیا اس لئے

You carry on with your work

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں عرض کرتا ہوں کہ جو ہمارا فرض تھا، وہ ادا کر رہے ہیں اس لئے ان کو تو مبارک باد دینی چاہئے، کہ treasury benches والے خود ہی۔ ۔ آپ کو بھی ماشاءاللہ مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے بھی بڑی اچھی تقریر کی تھی حقائق کے اوپر۔

جناب چیئرمین! آپ کون سی کلاس اس معاشرے میں create کر رہے ہیں، یہ زیادہ دور کی بات نہیں ہے، 1971ء سے پہلے جو dictator تھے انہوں نے یہاں پر ایک کلاس create کی، آپ نے 22 خاندانوں کا نام سنا ہو گا اور اس ملک کی ساری جو دولت تھی وہ ان 22 خاندانوں کے ماتحت تھی۔ سارے بنک جو ہیں وہ ان 22 خاندانوں کے حکم کے بغیر کسی کو قرضہ تو کیا، ان کی اجازت کے بغیر بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس چیز کو دیکھتے ہوئے کہ یہ ملک جو ہے یہ عوام نے اپنے بھلے کے لئے بنایا ہے، یہاں جتنے صوبے

ہیں، یہاں جو کروڑوں عوام ہیں، یا کروڑوں انسان ہیں، ان کو دیکھتے ہوئے گورنمنٹ نے یہاں پر public sector کی -- nationalisation کی کیوں کی، اس کا harass کیوں ہوا، اس کی ضرورت کیوں پڑی؟ اس لئے کہ پیسہ ایک جگہ پر اکٹھا ہو چکا تھا، پیسے کو public sector کرنا تھا، پیسے کو پبلک سیکٹر کے ذریعہ آگے لے جانا تھا قوم تک۔

ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت کی political parties نے جب نیشنلائزیشن کا فیصلہ کیا تو وہ تھوڑا premature تھا کیونکہ اس کی پارٹی کا purpose یا پارٹی کا cadre جو تھا وہ اتنا develop نہیں تھا اور نتیجہ یہ ہوا یہ انڈسٹری جو تھی یہ bureacrats کے ہاتھ میں آ گئی تھی لیکن بہر حال جتنے بینک تھے ان میں جتنے پیسے تھے وہ کسی نہ کسی طرح decentralize ہو کر عوام تک پہنچے۔ لیکن اب آج as today جو صورت حال ہے، اس کے مطابق ملک میں کیا ہو رہا ہے آج جو یہ 12 کروڑ انسان ہیں، جس situation میں یہ ہیں وہ کیا situation ہے۔ ایک طرف صورت یہ ہے کہ ہماری موجودہ حکومت ایک تاجر وزیر اعظم کے ماتحت ہے جنہوں نے نمائندگی تاجروں کی کرنی ہے، وہ تو اس کے موٹروے پراجیکٹ سے لگتا ہے جس پر میں سمجھتا ہوں کہ ہم جیسا انسان تو نہیں چل سکے گا ہزار روپیہ دے کر...... وہاں پر میں تو نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی غریب آدمی جو کبھی دادو سے چلے، شیخوپورہ، پشاور یا کوئٹہ سے چلے یا کسی اور چھوٹی سی جگہ خضدار سے چلے، مھڑے سے چلے اور اس کو بھی وہ Highway استعمال کرنے کا حق ہو گا لیکن کیونکہ ہزار روپیہ کون ادا کرے گا۔ ہاں تاجر وزیر اعظم صاحب ہر جمعہ کو جو mutiny منانے جاتے ہیں تو ان کو تو ضرورت تھی لاہور جانے کی، کیونکہ لاہور جا کر ہر جمعہ کو اپنے خیالات کو دوبارہ تروتازہ کرنا ہے اور اپنی اس لوٹ مار میں جو سب لوگ اکٹھے ہیں ان دوستوں سے پوچھنا ہے کہ اپنے اپنے حصے ملے ہیں پیٹ بھرے ہیں۔ اور اس پانچ دنوں میں ورکنگ رپورٹ لینی ہے اور کتنی انڈسٹری لگی ہیں جناب وزیر اعظم! آج......

(مداخلت)

جناب وزیر اعظم! جناب چیئرمین آپ کی توسط سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب جتنی دولت اکٹھی کرنی ہے کرلیں، آج آپ کا وقت ہے لیکن اس ملک میں ایک مرتبہ خدا کا قانون ضرور آتا ہے اور پھر آپ کا حشر یہ بھی ہونا ہے شاید بشمول آپ کی فیملی کے

اتفاق فونڈریز کے اندر گھس ہی نہ سکیں آپ بشمول آپ کے خاندان کے' برادرز شوگر ملز کے اندر گھس ہی نہ سکیں۔ چونکہ وہاں پر لیبر بھی تو عوام ہی ہوتا ہے اور آج آپ نے باقی فیصلہ کیا کیا ہے یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ کیا آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ساری کی ساری توجو ایک ہی صوبہ پہ دینی ہے اور ایک ہی صوبے کو خوش کرنا ہے باقی جتنے صوبے ہیں اس میں کچھ بھی نہیں لگانا ہے اگر گدون امازئی میں انڈسٹری لگتی ہے آپ اس کے لئے Ordinances نکالتے ہیں اگر کوئٹہ کے اندر کوئی انڈسٹری لگتی ہے تو آپ اس کو پھلنے پھولنے نہیں دیتے۔ سندھ میں تو آپ نے انڈسٹری لگانی ہی نہیں ہے۔ وہ تو red mark میں ہے۔

جناب چیئرمین! فیصلہ یہ کرنا چاہئے کہ آپ صرف یہ ملک پنجاب کی وجہ سے چلا رہے ہیں کیونکہ یہ ہم بالکل مجاز ہیں کم از کم دو صوبوں والے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا نہ فوج کے اندر حصہ ہے نہ share ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ جناب یہ نیشنل آرمی والا کوئی posture نہیں ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ جناب! وہاں پر نہ ایک جرنیل سندھی اور نہ ہی ایک بلوچی ہے۔ دوسری طرف بیوروکریسی ہے بیوروکریسی کے بارے میں اسی ہاؤس کے سامنے اعداد و شمار ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ ہماری کتنی percentage بنتی ہے اور کتنی percentage ہمیں ملی ہوئی ہے یعنی سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہاں پر یہ ملک پچاس پچپن لاکھ کے لئے کم از کم تین صوبے تو مر گئے ہیں ان کی عیاشیاں پوری کرنے کے لئے' ان کو بڑی گاڑیوں میں گھمانے کے لئے ان کے اپنے جھگڑے تصفیئے کرانے کے لئے'۔

جناب! economical کیا پوزیشن ہے؟ آپ نے کہا privatisation کر کے ہم بہت کچھ حاصل کر لیں گے۔ بڑے افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ جناب چیئرمین! موجودہ صدر صاحب جو اس وقت فنانس سیکرٹری تھے جناب! آپ خود اپنا احتساب صدر صاحب کر لیں۔ کسی بڑے ایوان صدر میں رہ کر یہ آپ کو حق نہیں پہنچتا کہ آپ اپنا خود احتساب نہ کریں آپ ہمیں یہ بھی حساب کتاب بتائیں کہ آپ جب خود سیکرٹری فنانس تھے تو گزشتہ جو چھ سال تھے ان چھ سال سے جو تیس سال تھے اس میں چھ بلین ڈالر کا ہمارا ملک مقروض تھا اور چھ سال جو آپ Secretary رہے یا آپ کسی نہ کسی طرح حکومتوں میں رہے' اس میں تو میرا خیال ہے چھ بلین ڈالر اور قرض چڑھ گیا۔ تو چھ سال میں اگر چھ بلین ڈالر...... پھر اس کو تیس سال سے compare کر لیں۔ پھر آج کیا صورتحال ہے...... sixty two billion

باسٹھ بلین روپیہ بجٹ خسارہ ہو اور بیالیس بلین روپیہ rupees budget deficit ہیں۔ یعنی یہاں آکر کوئی مجھے اکانومسٹ آکر بتادے اور ہمیں notes in circulation ان پڑھ لوگوں کو سمجھائے، کوئی ٹیکنو کریٹ دوست ہمارا ہمیں سمجھائے کہ جو باسٹھ/ترسیٹھ بلین ڈالر کا جو بجٹ خسارہ ہے اس کو کس طرح پوری کریں گے آپ؟ ہم بالکل ختم ہو چکے ہیں۔ economically اب بار بار واشنگٹن کے چکر لگ رہے ہیں۔ حالانکہ بیچارے بھولے وزیر اعظم کو کسی نے یہ صلاح دے دی کہ آپ عابدہ حسین کو واشنگٹن میں لگائیں وہ سب کچھ ٹھیک کر دے گی۔ چونکہ وہ پڑھی لکھی عورت ہے میں اس کی بڑی قدر کرتا ہوں لیکن......

جناب یہ تو دیکھیں کہ اس وقت امریکہ کا interest کہاں چلا گیا۔ کبھی آپ نے یہ بھی تجزیہ کیا ہے کہ امریکہ اگر آپ کو ادھر افغان issue پر support کر رہا تھا تو وہ کیوں کر رہا تھا؟ کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ امریکہ آپ کا بہت بڑا جانی جگری یار بنا ہوا تھا تو وہ کیوں بنا ہوا تھا اور آج اسی امریکہ نے آپ سے آنکھیں پھیر لی ہیں لیکن آپ نے ملازمت کی درخواست ابھی تک withdraw نہیں کی واشنگٹن میں آپ کے ابھی تک وزراء آپ کی سفیر یعنی چار مہینے گزر چکے ہیں عابدہ حسین کی تقرری کے، لیکن ابھی تک وہ اپنے اسناد سفارت پیش نہیں کر سکی ہیں۔ چیئرمین سینٹ ہمارے معزز دوست ہیں اور ساتھی ہیں وہ وہاں جاتے ہیں ان سے آپ پوچھیں کہ کس طرح کا برتاؤ کیا گیا؟ یہاں سے آپ delegation وہاں بھیجتے ہیں lobbying کرنے کے لئے۔ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا ہے؟

وزیر اعظم صاحب! آپ فرانس جاتے ہیں تو کیا آپ کو سیکرٹری level کا آدمی آکر receive کرتا ہے؟ وزیر اعظم صاحب! کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب فرانس جاتے ہیں تو French وزیر اعظم نے آپ کو total پندرہ منٹ دیئے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کا international credit ختم ہو چکا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کی foreign پالیسی miserably flop ہو چکی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آج آپ کا ملک جس دہانے پر کھڑا ہے وہ بالکل "isolated" اکیلا کھڑا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ international interest change ہو چکا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ نیو ورلڈ آرڈر میں آپ کی کوئی جگہ نہیں؟ کیا یہ

حقیقت نہیں کہ نیوورلڈ آرڈر میں انڈیا کی hegemony آئی ہے اس خطے میں؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ آج یہ وقت ہے کہ اسی پارلیمنٹ کو 'اسی عوام کے پاس' بجائے اس کے کہ اپوزیشن رجوع کرے آپ کیوں نہیں رجوع کرتے؟ کیوں شرماتے ہیں آپ؟ کیا آٹھویں ترمیم کا ڈر ہے؟ کہ کہیں dissolve نہ ہو جائیں۔ یہ تو میں آج آپ کو کہہ رہا ہوں کہ جو صورتحال چل رہی ہے اس میں تو مجھے نظر نہیں آتا کہ آپ پانچ سال مکمل کر سکیں گے۔ جو حالات ہیں خدا کرے اگلا مہینہ چلالیں آپ۔

جناب چیئرمین! اصل میں جو ملک اپنی ترجیحات بدل لیتے ہیں' اصل میں جو ملک اپنے بنیادی اصولوں سے ہٹ جاتے ہیں' اصل میں جو ملک اپنے اصول چھوڑ دیتے ہیں تو ان ملکوں کا یہ حشر ہوتا ہے آج جناب صورتحال عملی طور پر یہ ہے کہ باہر سے' international scenario میں آپ کا مقام ہے وہ آپ کے سامنے ہے' domestically بجائے اس کے کہ آپ کچھ صحیح فیصلہ کر کے یہاں بسنے والی قوموں کو آپ ان کے تاریخی حقوق دیں۔ آپ نے عجیب قسم کے تضادات شروع کئے ہوئے ہیں۔ جناب یہ بات ہمارے لئے' کم از کم سندھ والوں کے لئے اور کوئی economical factor نہیں۔ ہم سندھ والوں کے لئے کالا باغ ڈیم Indus Water Basin Treaty زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ سکھر سے لے کر کراچی تک دریائے سندھ کے دونوں اطراف میں جو آبادی ہے اس کے پینے کے پانی کا واحد ذریعہ دریائے سندھ ہے۔ سکھر سے لے کر کراچی تک' ساری فشنگ انڈسٹری سارے جنگلات کی پوری کی پوری زندگی دریائے سندھ سے وابستہ ہے۔ جناب! ہم آج بھی اس water accord کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ بات میں بالکل کھلے دل' کھلے ذہن اور بالکل کھلے طریقے سے رکھنا چاہتا ہوں کہ Indus factor بہت بڑا factor ہے۔ اگر انڈس فیکٹر' قوموں کے درمیان integrating بھی ہو سکتا ہے تو یہی فیکٹر قوموں کے درمیان disintegrating بھی ہو سکتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ ہم آج بھی سندھ والے اس بات کے لئے تیار ہیں جو 1945ء میں کی گئی تھی۔ اس کے تحت......

Mr. Presiding Officer : So, the House is adjourned to meet again on the 27th February, 1992, at 10.00 A.M.

[The House then adjourned to meet again at ten O' clock in the morning on Thursday, the 27th February, 1992].

PCPPI—78(96) Senate—8-5-96—180.